

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



مِنْ مَكَلِّهِ وَبِطَوْلِهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي بعث سيدنا محمدًا
صلوات الله عليه الى الناس ليكون
هاديًا الى الله باذنه وملكًا منيرًا
نشر لهم الصحابة والتابعين والفقهاء
المجاهدين ان يحفظوا سيرة نبيه وطبقة
بجس طبقة الى ان يؤذن الدنيا بانقضاء
ليتم نعمته وكان على ما يشاء قد يلو شهد
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
واشهد ان سيدنا محمدًا
عبدًا ورسول الله الذي
لا نبي بعد صلى الله عليه
واله واحصا به

بجمعين

اَقَابَعْدَ فَيَقُولُ الْفَقِيرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّى
وَلِيُّكَ بِنِ عِبْدِكَ الرَّحْمٰنِ اَمْسِكْهُ تَعَالٰى عَمَّا
نَهَىٰ فِى الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ اِنَّكَ تَعَالٰى عَمَّا
فَوْقَ كُلِّ وَقْتٍ اَلْوَقَاتِ مِمَّا نَا

سب تعریفیں اوس خدا کی پاک کو سراہا رہیں جسے
ہمارے سرور محمد صلعم کو آدمیوں کے پاس بھیجنا کا آپ اس کے
حکم سے خدا کی تعالیٰ کی طرف ہادی اور چراغ روشن بنیں
پھر صحابہ و تابعین اور فقہا مجتہدین کے دل میں ڈالنا
کہ ان پر پیغمبر کے اسرار شریعت کو ہر ایک طبقہ میں نگاہداشت
کریں یہاں تک کہ دنیا ہو چکی تاکہ خدا سے کرم اپنی نعمت کو
پورا کرے اور وہ ہر چیز پر کہ چاہے قادر ہو اور میں گواہی
دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق سوا سے خدا کے نہیں
وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور گواہی
دیتا ہوں کہ ہمارے سرور محمد صلعم اس کے بندہ اور ایسے
رسول ہیں کہ کوئی نبی آپ کے بعد نہیں خدا کا
ادب پر ادا دینی سب آل و صحابہ پر رحمت کامل
فرمادے۔

بعد حمد و صلوة کے رحمت خدا کریم کا محتاج یعنی دینی
ابن عبد الرحیم کہ خدا سے تعالیٰ ادب و دونوں پر اپنی
نعمتیں دنیا اور آخرت میں پوری کرے کہتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے سیر دل میں ایک وقت ایسی میزبان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

55082

احمد لند و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ بعد حمد و صلوٰۃ احترام محمد حسن صدیقی نانوتوی
 غفر اللہ لہ و لوالدہ یہ ارباب علم کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ رسالہ انصاف فی بیان سبب الاختلاف
 مولفہ حضرت قطب بانی شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا ترجمہ اردو میں
 حسب فرمایش عزیز ازجان مولوی عبدالاحد سلمہ اللہ الصمد زبان عربی سے کیا گیا ہے چند ہکا
 ترجمہ پھیلے کئی بار ہوا گو کوئی مترجم تو رسالہ کا مطلب ہی نہیں سمجھا اور اگر کوئی سمجھا تو کتاب نے اصل
 اور ترجمہ میں سطرین کی سطرین غائب کر دیں اور بالین ہمہ کیسے نہ مطالب مختلفہ کو علیحدہ کیا نہ ادون
 احادیث کو لکھا جنکی تعلیم رسالہ مذکور میں تھی اور جنہر سمجھنا مطلب کا منحصر تھا غرض رسالہ مذکور کہ مثل
 معاً تھا باوجود ترجمہ کے بھی چھپتان ہی رہا اس لئے اس احقر نے ترجمہ نہایت سلیس و سنجیدہ
 کیا اور مطالب مختلفہ کو ایک دوسرے سے جدا کیا اور جہاں تعلیمات تھیں حاشیہ پر انکی توضیح کی اور
 جہاں عبارت میں اشکال تھا اسکی تشریح کی چنانچہ یہ سب امور ناظرین کو دیکھنے سے معلوم
 ہونگے اور چونکہ عربی کا کوئی رسالہ صحیح میسر نہوا اسلئے عبارت کی درستی میں نہایت دقت ہوئی
 بہر حال اپنی دانست میں کوئی دقیقہ قصور اور تسہیل میں نہیں چھوڑا حتی کہ عبارت عربیہ
 میں رموز ضمائر و عطف بھی بنا دیئے اور نیز ترجمہ رسالہ میں ایک فہرست مضامین لگادی
 کہ ناظرین کو صرف فہرست دیکھ کر مضامین رسالہ بذاہرہ واقفیت مجملاً ہو جاوے۔ عوام
 مقلدین ہندوستان کے لئے یہ رسالہ ایک جت بالغہ ہو اور اس ترجمہ کا نام کشف اودیہ
 اسکی صفت ہو اور قطعہ تاریخ ختم یہ ہے

جس گھڑی یہ ترجمہ پورا ہوا + جبکا ہر مطلب نہایت صاف ہو

مصرع تاریخ ہاتف نے کہا + ترجمہ انصاف کا کشف ہو

والحمد للہ الاول والاخر انما تقبل منا انک انت السميع العليم۔ وصلى اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحابہ اجمعین

حيث يثبتون بأقصى جهدهم الأدب
والشروط والأدب كل شيء ممتازاً
عن الخبر بدليله ويفرضون الصور
ويتكلمون على تلك الصور المفروضة
ويجرون ما يقبل الحكر فيجرون
ما يقبل المحصر إلى غير ذلك من ضوابطهم
أما رسول الله صلعم فكان يتوضأ ويركع
الصلاة وضوئه فيأخذون به من
خبرنا يمين أن هذا ركن وذاك
أدب وكان يصلي فيرون صلوته
فيصلون تحاروا ويصلي حج فومق
الناس حجة ففعلوا كما فعل وهذا
كأن غالب حاله صلعم ولم يميز أن فرض
الوضوء ستة أو أربعة ولم يفرض
يحتل أن يتوضأ انسان بغير مولاة حتى حكم
عليه بالصحة والفساد ما شاء الله
فلما كان ليلاً لونه عنقه الاثني عشر ابن
عباس قالوا ريت قوماً كانوا يمشون
رسول الله صلعم ما سألوا إلا عن ثلاث
عشرة مسألة حتى قبض كلهم في القرآن
منه نبياً لولاك عن الشهر الحرام

كوشش سے ارگان اور شرطین اور آداب ہر چیز
کے ایک دوسرے جدا دلیل سے ثابت کرتی ہیں
اور صورتیں مسائل کی فرضی مقرر کر کو ان فرضی صورتوں
پر بحث کرتے ہیں اور جو چیز قابل حد ہوا کی حد اور
جو لائق حصر ہوا اس کا حصر بیان کرتے ہیں سیدہ حل
اور باتیں کرتے ہیں حالانکہ رسول خدا صلعم کا یہ حال تھا
کہ وضو فرماتے اور صحابہ کو اپنا وضو کرنا دکھاتے وہ لوگ
اوسیکو اختیار کرتے یہ نہ تھا کہ آپ بیان فرمائیں کہ
فعل رکن ہے اور یہ ادب ہے اور آپ نماز پڑھتے اور صحابہ
آپ کی نماز دیکھتے اور وہ ویسی ہی پڑھتے جیسے آپ کو پڑھتے
دیکھتے اور آپ حج کیا اور لوگوں نے آپ حج دیکھا انہوں
نے ویسا ہی کیا جیسا آپ نے کیا غرض کہ آپ کا غالب حال
یہی تھا آپ یہ بیان نہیں کیا کہ وضو کے فرض چھ ہیں
یا چار اور نہ یہ بات فرض کی کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی آدمی
بدون پیرپے دھنچو اعضا کے وضو کرے تاکہ دوسرے حکم صحت
یا فساد وضو کا کیا جائے مگر کہیں کہیں کچھ بیان فرمایا
اور صحابہ آپ سے ان باتوں کو کم پوچھتے تھے چنانچہ ابن عباس
سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کوئی قوم نہیں دیکھی
جو صحابہ رسول صلعم سے بہتر ہوا دن لوگوں نے آپ کی وفات
آپ سے حرف تیرے سب سے پوچھ کر قرآن میں سے مذکور ہیں
انہیں سے ایک یہ ہوئی تو انک عن الشهر الحرام

کے وضو کے فرض
میں بعض باتیں
اور پیرپے دھنچو
فرض کیا جائے کہ ایک
وضو میں چھ فرض ہیں
اور وضو وضو میں چار
فرض تھے میں نے یاد کیا
۵
لوگ پہلے پڑھتے
کہ فرض میں کئی وضو
تھیں کہ وضو میں
ادب اور فرض میں
ادب سے تھیں
وضو میں کئی

اعرف به سبب كل اختلاف وقع
في الملة المحمدية على صاحبها الصلوة
والسليمات اعرف به ما هو الحق
عند الله وعند رسوله ومكتفى من
اين ذلك بيان لا يتيق معه شبهة
ولا اشكال ثم سئلت عن سبب
اختلاف الصحابة ومن بعدهم
في الاحكام الفقهية خاصة
فاثبتت لي بيان بعض ما وقع على
ساعتئذ بقدر ما يسعه الوقت
ويحيط به السائل فجاءت رسالة
مفيدة في باها وسميتها الانصاف
في بيان سبب الاختلاف وحسب الله
ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة
الا بالله العلي العظيم

باب اسباب اختلاف الصحابة
والتابعين في الفروع

اعلم ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم لو يكن الفقه في زمانه الشريف
مدونا ولم يكن البحث في الاحكام
يوشد مثل البحث من هؤلاء الفقهاء

اس رساله
میں بیان کیا ہے
نوفذ علیہ الرحمہ
م
نقد زمین
میں نے جواب دیا
ہندوستان کا رونا

جس سے جو اختلاف کہ ملت محمدیہ علی صاحبها الصلوة
والسليم میں واقع ہوئے ہر ایک کا سبب بجلوں
اور جس سے وہ بات کہ خدا سے تعالیٰ اور اس کے
رسول کے نزدیک حق ہے پہچان لون اور نیز خدا
کریم نے مجھ کو قوت دی کہ اس تا کو ایسی طرح سے بیان
کروں کہ کوئی شبہ و دانشکال نہ رہے پھر مجھے حال اختلاف
صحابہ اور ان کے بعد کے لوگوں کا حاصل احکام فقہی میں
سبب دریافت کیا گیا میں نے بقدر گنجائش وقت
اور سائل کے یاد کر لینے کے بعض امور کا بیان جو
اوس وقت مجھ پر منکشف ہوئے منظور کیا جس سے ایک
رسالہ مفید اس باب میں ہو گیا اور اس کا نام میں نے
انصاف فی بیان سبب اختلاف رکھا خدا سے تعالیٰ
مجھ کو کافی اور اچھا فرامہ ور ہوا اور نہیں ہر طاقت گذار ہے
بچنے کی اور نہ قوت عبادت کریم کی بجز مدد خدا ہی بزرگ
برتر کے۔

باب ۱۱۱۱ اور تابعین کے بیان میں جن سے
صحابہ اور تابعین فرد میں مختلف ہوئے۔

جانتا چاہیے کہ فقہ رسول خدا صلعم کے زمانہ مبارک
میں لکھی نہیں گئی تھی اور اس وقت
احکام میں ایسی بحث نہ تھی جیسے
یہ فقہ کرتے ہیں کہ انہی نہایت

قتال فيه ويثاؤنك عن المحيض
قال ما كانوا يسألون العجماء ينفعهم
قال ابن عمر لا تسال عالميكن فاني
سمعت عمر بن الخطاب يخبر من سال
عالميكن قال القاسم انا كم
تسالون عن اشياء كما كنتا
نسل عنها وتنقرون عن اشياء
ما ادرى ما هي ولو علمنا كما علم
لنا انكم تمها عن عمر بن الخطاب
قال لمن ادرى من اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اكثر مما سبقني منهم فاريت
قوما ليس سيرة ولا اقل
تشبه بدار منهم وعن عبادة
ابن يسار كذبة سئل
عن امرأة ماتت مع قوم
لبس لها ولي فقال ادرى من اقول
ما كانوا يشهدون تشبه بدار
ولا يسألون مسائلكم
اخرج هذه الآثار الدارقي

۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

قتال فيه یعنی تجھے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے
کا حال اور ایک یہ ہر ویسا لوگ عن المحيض یعنی
اور تجھے پوچھتے ہیں حیض کا حال۔ ابن عباس
کہتے ہیں کہ وہ لوگ نہ پوچھتے تھے مگر وہی بات جو
اونکو مفید ہو۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ جو بات ایسی ہوئی
نہیں اوسکو مت پوچھ کیونکہ میں نے عمر بن خطاب سے
سنا ہوا کہ لعنت کرتے تھے اس آدمیکو کہ بے ہوشی بات
پوچھی۔ قاسم کہتے ہیں کہ تم ایسی چیزیں نہ پوچھتے ہو
کہ ہم اونکو نہ پوچھتے تھے اور ایسی چیزوں کی تفتیش کرتے تھے
کہ مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہوا اگر ہم اونکو جان لیں
تو اونکا چھپانا ہمکو حلال نہیں۔ عمر بن اسحق سے روایت
ہے کہ انہوں نے کہا کہ تجھے اصحاب رسول خدا صلعم مجھے
پیشتر پہلے ہیں ان سے زیادہ کو میں نے دیکھا ہے میں نے
کوئی قوم نہیں دیکھی کہ اونکی نسبت تیر میں سب تر
اور شدت میں کمتر ہو اور عبادہ بن بسر کہتے ہیں مروی
کہ ان سے کسی نے حال ایک عورت کا پوچھا جو
ایسے لوگوں میں مری کہ اوسکا کوئی ولی بیٹے
نہلانے والا نہ عبادہ نے کہا کہ میں نے ایسے لوگوں کو
پایا ہوا کہ وہ تم جیسا تشدد نکرتے تھے اور نہ تمھارے
طرح مسائل پوچھتے تھے ان سب بات کو روامی نے
روایت کیا ہے۔

فَانْقَضَى عَمْرُؤُا الْكَرِيمِ
وَهُوَ عَلَى ذَلِكَ

ثم انهم تفرقوا في البلاد وصار
كل واحد مقتدى ناحية من التفرج
فكثرت الوقائع ودانت للسائل
فاستقوا فيها فاجاب كل واحد بحسب
ما حفظه او استنبطه وان لم يجد
فيما حفظه واستنبطه ما يصلح الجواب
اجتهد برأيه وعرف العلة التي
ادار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها
الحكم في منصوصاته فطرد الحكم
حيث ما وجدها بالرجوع في الواقعة
عرضه عليه الصلوة والسلام فعنه
ذلك وقع الاختلاف بينهم علموا
منها ان صاحبها مع حكما في فقهية
او فتوى ولم يسمع الشرح واجتهد عليه
في ذلك وهذا من اجبوا احد ابي وقع
اجتهاده موافق الحديث مثله ما رواه
الشمس وغيره ان ابا سعيد سئل عن امرأة
ماتت عن زوجها لم يضره فقال الهاء رسول الله
عليه السلام يقض في ذلك فاجتهدوا عليه شهرا

حاصل یہ کہ عہد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو چکا اور وہ
لوگ اسی حال پر قائم ہے۔

بھجورہ لوگ شہر و زمین منقسم ہونے اور اداں میں سے
ہر ایک شخص پیشہ ایک طرف کا ہو گیا اور بہت سی مملکت
اور مسائل واقع ہوئے جن میں نئے فتویٰ پوچھا گیا
اور ہر ایک نے مطابق اپنی یادداشت یا استنباط
کے جواب دیا اور اگر اپنی یادداشت اور استنباط میں
ایسی بات نہ پائی جو قابل جواب ہو تو اس صورت میں
اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور اس علت کو معلوم کیا
جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صریح ارشادوں میں حکم دیا
کیا تھا اور جس جگہ اس علت کو یاد مان حکم عام کیا اور حکم
مسلّم کی غرض کے موافق نہ ہو میں کچھ کو نا ہی نہیں کی
پس اس وقت اختلاف ان لوگوں میں کہیں نہ ہو گیا ایک
یہ کہ ایک صحابی نے کوئی حکم کی معاملہ میں یا ہفتا میں
اور دوسرے نے وہ حکم نہیں سنا اور اسے اس باب میں اپنی
سوی اجتہاد کیا اور یہی کئی طور پر ہوا۔ آدھ کہ اس کا
اجتہاد موافق حدیث کے ہوا اور کسی مثال یہ کہ کہ نہ لائی
وغیرہ نے روایت کیا کہ ابن مسعود کے حال اس صورت
کا پوچھا گیا جب کہ وہ ہر گیارہ اور دس کا مقرر نہیں کیا تھا
ابن مسعود کہہ کر کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملہ میں حکم
فرمایا نہیں دیکھا لوگ ابن مسعود کے پاس بیٹھا بھجورہ کے

[illegible]

ثم رجوعه الى خبر عبد الرحمن
ابن عوف وكذا رجوعه في
قصة المجوس الى خبر وسُرور
عبد الله بن مسعود بنجد
مغقل بن يسار واقرأه وقصته
رجوع ابي موسى عن باب عمرو سوله
عن الحديث وشهادة ابي سعيد له
وامثال ذلك كثيرة معلومة مروية
في الصحيحين والسنن والجملة
فهذه كانت عادة الكريهية صلى الله عليه وسلم
فراى كل صحابي ما يسهه الله
له من عباداته وفتاواه واقتضاه
فحفظها وعقلها وعرف لكل
شئ وجهها من قبل حفوف القرائ
به فحفظها على الذاكرة وبعضها على
وبعضها على النسخ الامارات وتراى كانه
كافية عند ولم يكن العرق عندهم الا وجها
الاطيان والتلج من غير النفا الى طر
الاستدلال كما ترى الا عراب يفهموا
مقصود الكلام فيما بينهم ويشملهم صدق
بالتمريح والتليج والاداء من حيث لا

[illegible]

پھر جو کہ کراخیز عبدالرحمن بن عوف پر اور زبیرؓ کا
رجوع کراقصہ مجوس میں خبر عبدالرحمنؓ پر آؤ تو سننا
عبداللہ بن مسعود کا معقل میں یسار کی خبر سے جب
ابن مسعود کی راسے خبر نہ کو کہ موافق ہوئے اور
واپس جانا ابو موسیٰ اشعریؓ کا عمر فاروق کے دروازے
سے اور پوچھنا فاروق کا اوس حدیث کو جس کے
رد سے ابو موسیٰ بہت گئے اور گواہی دینا ابو سعیدؓ کا
ابو موسیٰؓ کی حدیث پر اور ان جیسی روایتیں بہت محدثین
کو صحیحین و سنن میں مذکور ہیں غرض کہ عادت مبارک
صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی۔

اور ہر صحابی نے اپنی عبادات اور فرائض اور فیصلہ سے
وہ امر بیکجا جو خدا تعالیٰ نے اسکو میسر کیا اور اسکو یاد کیا
اور سمجھا اور بسبب اجتماع قرآن کے ہر چیز کی دہر بچا بفضلِ اہل
پر محمول کیا اور بعض کو استجاب پر اور بعض کو نسخ پر
اور ان ہی علامات اور قریبوں سے کہ اسکے پاس
کافی تھے اور ان لوگوں کے پاس سوا اہلیمانِ دل
اور تسکین خاطر کی کوئی چیز عمدہ نفعی استدلال کے
طریقوں پر انتفاع تھا جیسے کہ اعراب کو دیکھتے ہو
کہ مقصود کلام باہمی سمجھ لیتے ہیں اور تصریح
اور کنایہ اور اشارہ سے اُن کے دلوں کو
ایسی طرح تسکین پہنچاتی ہے کہ انکو خبر ہی نہیں ہوتی

بانها كانت مطلقة الثاثة
 فلم يجعل لها رسول الله صلى الله عليه
 وسلم نفقة ولا سكنى فرد شرأها وقولا
 لترك كتاب الله بقول امرأة له اني
 اصدت امكذبت لها النفقة والسكنى
 وقال عائشة رضي الله عنها ان النبي
 تغنى في قولها لا سكنى ولا نفقة
 ومثاله اخر روى الشيخان انه كان
 من مذهب عمر بن الخطاب ان التيمم
 لا يجزئ الجنب الذي لا يجد ماء فو
 عنده عمار انه كان مع رسول الله صلى
 الله عليه وسلم في سفر فاصابته جنابة ولم يجد
 ماء فتمتعك في التراب فذكر ذلك
 لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم انما كان يكفينك ان تفعل هكذا
 ويديه الارض فحج بها وجهه ويديه
 فلم يقبل عمر لم يرض عنه حجة
 لقاح خضره فيه حتى استفاض الخش
 والطبقة الثانية من طين كثيرة واضمح
 وهو القادح فاخذ ولبه وآلها
 ان لا يصل اليه الحديث اصلا

کہ مجھکو تین طلاق دے دی گئے تھے رسول خدا صلعم فرمائی کہ
لئے نفقہ ٹھہراؤ نہ رہنے کا مکان عمر فاروقؓ نے اسکی گواہی
کو نہ مانا اور فرمایا کہ ہم حکم قرآن کو نہیں چھوڑتے ایک
ایسے عورت کے کہنے سے کہ ہم نہیں جانتے کہ اسے بچھا
یا جھوٹ بولا تین طلاق والی عورت کو نفقہ بھی ہوا اور سہ
کا مکان بھی اور عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ فاطمہ کو کیا ہو گیا
کیا وہ خدا سے نہیں ڈرتی یعنی اپنے اس کہنے سے کہ سکن
اور نفقہ نہیں چاہی مطلقہ ٹکے کو۔ اور دوسری مثال
یہ کہ بخاری اور مسلم نے روایت کیا کہ مذہب عمر فاروقؓ
کا یہ تھا کہ یتیم شخص جب تک کہ پانی نہ پساؤ گا فی نہیں بخاری
یا سرنے اوکے سامنے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلعم کو ساتھ
سفر میں تھا مجھکو سہاکی حاجت ہوئی اور پانی نہ ملا میں غلگ
میں ٹوٹا اور اس حال کو رسول خدا صلعم کی خدمت میں لے گیا
آپؐ فرمایا کہ مجھکو عرف یوں کر لینا کافی تھا اور اپنے دونوں ہاتھ
زمین پر ساڑا اور اپنے چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر مل لئے
عمر فاروقؓ نے اس روایت کو پذیر کیا اور بوہی کسی پوشیدہ
طنین کے جسکو انہوں نے اس حدیث میں دیکھا اوکے
نزدیک یہ روایت مجت نہ تھی یہاں تک کہ دوسرے
طبقہ میں حدیث مذکور بہت طریق سے مشہور ہوئی اور
وہم طعن کا مست پڑ گیا اور لوگوں نے اس حدیث
پر عمل کیا۔ چہ تھے یہ کہ حدیث مجتہد کو مطلق نہ ہو سکتی

لا ینفک
 بین کرم و
 موقر من کرم
 من حیث سکرم
 من حیث سکرم
 علق فالیند کو بی
 بیج جان تم آید بد
 ریختن خود کرم و
 ۱۱

والحوافجته برأيه وقضى بان لها
مهر نساءها الا وكس ولا شطط عليها
العدو ولها الميراث فقام معقل بن
ليسا رفته ان الله صلى الله عليه وسلم قضى
بمثل ذلك في امرأة منهم ففرج
بذلك ابن مسعود فرحة لم يفرح
مثلا قط بعد الاسلام وثانها ان يقع
بينها المناظرة ويظهر الحديث بالوجه
الذي يقع به غالب الظن فيرجع
عن اجتماعه اولاه الى المسموع مثاله
مارواه الاثني من ان ابا هريرة ^{رضي}
كان من مذهبه انه من اصبح
جنبيا فلا يصومه حتى اخبرته
بعض ازواج النبي صلى الله
عليه وسلم بخلاف مذهبه
فرجع وثالثها ان يبلغ الحديث
ولكن لا على الوجه الذي يقع
به غالب الظن فلم يترك
اجتماعه بل طعن في الحديث
مثاله مارواه اصحاب الاصول من
ان افاطمة بنت قيس شهدت عند عمر بن الخطاب

اور جو اب مسائل کے لئے اصرار کیا تب اونہوں نے اپنی راے سے اجتماد کر کے حکم کیا کہ اوس عورت کو مہر مثل بلا کم و بیش چاہیے اور اوسکا عدت میں بیٹھنا ضروری ہو اور شوہر کے مال میں سیک میراث کی مستحق ہو۔ معقل بن یسار کھڑے ہوگا اور گواہی دی کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم ہمارے قبیلہ کے ایک عورت یعنی برفوع بنت واشق کے حق میں فرمایا تھا اس بات کے سننے سے ابن السخو خوش ہوگا کہ مسلمان ہونے کے بعد بھی ایسے خوش ہو سکتے تھے۔ دوم یہ کہ دو شخصوں میں منازعہ ہو اور حدیث ایسی طرح ظاہر ہوئی جس سے غلبہ ظن ہو گیا اور مجتہد نے اپنی پہلے اجتہاد سے رجوع کر کے حدیث مسلم کو اختیار کیا اور اسکی مثال یہ ہو کہ ائمہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ مذہب ابوہریرہ کا یہ تھا کہ جو شخص حالت جنابت میں صبح کرے تو اوسکا روزہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ بعض ازواج پیغمبر صلی علیہ وسلم نے اونکو اونکے مذہب کے خلاف حدیث سنائی آنہوں نے اپنے مذہب سے رجوع کیا تیسرے یہ کہ مجتہد کو حدیث پہنچی لیکن نہ اس طرح کہ او اس سے ظن غالب ہو لہذا مجتہد نے اپنا اجتہاد پیچھوڑا بلکہ حدیث میں طعن کیا اوسکے مثال یہ ہو کہ اصحاب اصول روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس نے عمر فاروق کی خدمت میں گواہی دی

۱۰
 کائنات میں جس طرح
 کھوار ذرات کے راہ چلی
 وہ خود کوئی مقام
 میں کتب شریفینے
 بخاری و مسلم و دیگر
 کو اصول کہتے ہیں

لایا کہ ان کا صلہ و جملہ اتفاق علیہ من السلف
 و مثال ان ذہاب الخ و قال الزہری فی
 الطلوقة و ذہاب عن عبد اللہ ان ابا
 فضلہ بن یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی اذینہ
 و قول النضر بن عطاء بن یحییٰ بن یزید
 و منها اختلاف الوہم فی التعبد مثاله
 ان رسول اللہ صلی علیہ وسلم حج فواتہ النار
 فذہب بعضهم الی انہ کان قطعاً
 و بعضهم الی انہ کان قارناً و بعضهم
 المانہ کان مفرقاً مثال اخر اخرج ابو داود
 عن سعید بن جبیر انہ قال قلت لعبد اللہ بن
 عباس ان ابی العباس عجب ان یختلفوا فی
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم فقلت لیسوا یختلفون فی
 فقال لانی لا علم للناس بذلک انما انا انما
 من رسول اللہ صلی علیہ وسلم و احسن فہذا
 اختلاف و اخرج رسول اللہ صلی علیہ وسلم
 فی مسجد فی الحلیفۃ رکعتہ و جب فی مجلسہ
 و اهل الحرم فی رفع من رکعتہ فیجمع ذلک منہ
 اقوام فحفظتہ عنہ ثم رکب فلما استقلت
 ناقضتہ و ادرک ذلک منہ اقوام ذلک
 ان الناس انما کانوا یأتون امرہا
 فسمعوہ حین استقلت بہ ناقضہ

کہ یہ اثرنا بطور اتفاق تھا سنت صحیح نہیں۔ دوسری
 مثال یہ کہ جب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مکہ کی طرف روانہ کیا
 اور ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ صحابہ نے یہاں بطور اتفاق
 اوس سبب کیا جو ان کو پیش ہوا یعنی شکر گن کا یہ کہنا کہ
 مدینہ کی تپ سے مسلمانوں کو چرلیا اور یہ فصل سنت نہیں
 تیسری طرح اختلاف کا اختلاف وہم ہی بیان کرنا یعنی
 مثال یہ کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے حج کیا اور لوگوں نے ان کو یہ کہا تو
 کسی نے یہ بیان کیا کہ آپ ﷺ تھے اور کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کو کسی
 کہا کہ مفرق تھے دوسری مثال یہ کہ ابو داؤد نے سعید بن جبیر
 روایت کیا کہ جب حضرت عبد اللہ بن عباس کے ساتھ ان کی بیوی
 میں صحابہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے اختلاف سے آپ کے لیکے کہنے
 کے بارہ میں متوجہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ پر واجب کیا ابن عباس
 فرمایا کہ میں اس حال کو لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم
 نے ایک ہی حج کیا اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پڑا صورت یہ ہوئی
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مدینہ سے باہر کھڑے ہو کر حج کی تکبیر
 دو گنا نہ ادا کیا اور کسی نے حج کی قربانی اور دو گنا
 فارغ ہوئے جب کہ ایک کہنا اس لیے کہ آپ کے کچھ
 لوگوں نے سنا اور یاد کر لیا پھر آپ سوار ہوئے جب آپ
 ناقض ہو کر لکھو تھے تو پہلے آپ کے ایک ایک بعض لوگوں نے
 آپ کا ایک ایک سنا اور جب یہ ہوئی کہ لوگ گروہ گروہ چلے
 آتے تھے انہوں نے آپ سے سنا جب تو تھی آپ کا ایک ایک گھڑی ہوئی

کہ یہ اثرنا بطور اتفاق تھا سنت صحیح نہیں۔ دوسری
 مثال یہ کہ جب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مکہ کی طرف روانہ کیا
 اور ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ صحابہ نے یہاں بطور اتفاق
 اوس سبب کیا جو ان کو پیش ہوا یعنی شکر گن کا یہ کہنا کہ
 مدینہ کی تپ سے مسلمانوں کو چرلیا اور یہ فصل سنت نہیں
 تیسری طرح اختلاف کا اختلاف وہم ہی بیان کرنا یعنی
 مثال یہ کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے حج کیا اور لوگوں نے ان کو یہ کہا تو
 کسی نے یہ بیان کیا کہ آپ ﷺ تھے اور کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کو کسی
 کہا کہ مفرق تھے دوسری مثال یہ کہ ابو داؤد نے سعید بن جبیر
 روایت کیا کہ جب حضرت عبد اللہ بن عباس کے ساتھ ان کی بیوی
 میں صحابہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے اختلاف سے آپ کے لیکے کہنے
 کے بارہ میں متوجہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ پر واجب کیا ابن عباس
 فرمایا کہ میں اس حال کو لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم
 نے ایک ہی حج کیا اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پڑا صورت یہ ہوئی
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مدینہ سے باہر کھڑے ہو کر حج کی تکبیر
 دو گنا نہ ادا کیا اور کسی نے حج کی قربانی اور دو گنا
 فارغ ہوئے جب کہ ایک کہنا اس لیے کہ آپ کے کچھ
 لوگوں نے سنا اور یاد کر لیا پھر آپ سوار ہوئے جب آپ
 ناقض ہو کر لکھو تھے تو پہلے آپ کے ایک ایک بعض لوگوں نے
 آپ کا ایک ایک سنا اور جب یہ ہوئی کہ لوگ گروہ گروہ چلے
 آتے تھے انہوں نے آپ سے سنا جب تو تھی آپ کا ایک ایک گھڑی ہوئی

مثاله ما اخرج مسلحان بن عمرو
كان يامر النساء اذا اغتسلن ان
ينقضن رؤوسهن فمعت عائشة
بذلك فقالت يا عبيد الله بن عمرو
النساء ان ينقضن رؤوسهن افلا
يا حذر ان يحلقن رؤوسهن لقد كنت
اغتسل انا ورسول الله صلى الله عليه
واحد وما ازيد على ان افزع على
واحد من افراحت مثالا اخر ما ذكره الله
من ان هذا المبلغ اخر صفة رسول الله صلى
الله عليه وسلم فكانت بيكة لا تملك الا
ومن تلك الضروب ان يروا
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فعل فعلاه فحله بعضهم على القرية
وبعضهم على الراجعة مثاله ما رواه
اصحاب الاصول في فضيلة التخصيب
اي النزول بالابطح عند النفر نزل
رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهب
ابو هريرة وابن عمر الى حرة القرية
فجعلوا من مئتين الحج وذهب
عائشة وابن عباس

الحديث في فضل
الغسل بالماء
الطاهر والوضوء
بالطهرين
ابو هريرة بن
سفيان

۱۱۰

او کسی مثال یہ ہو کہ مسلم نے روایت کیا کہ ابن عمر کو
حکم کرنے کے تھے کہ جب نہایت اپنے سر کے بال کھول
ڈالیں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی اور کیا تعجب ہو
ابن عمر سے کہ عورتوں کو سر کھولنے کے لئے حکم کہ تم میں
یہ کیوں نہیں کہتے کہ عورتیں اپنے سر منڈوا لیں
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے نہایت اس کی زیادہ
کچھ نکلتے کہ اپنے سر پر تین بار پانی بہاتے یعنی بڑا
سر کھولنے کے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ زہری
نے ذکر کیا ہے کہ ہند کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت
مستی ضد کے باب میں نہ پہنچی تھی وہ اس لئے دیکھتا تھا
کہ نماز نہ پڑھتی تھیں۔

دوسری طرح اختلاف کی یہ ہے کہ صحابہ نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے کوئی کام کیا تو
بعض صحابہ نے اس فعل کو عبادت پر محمول کیا
اور بعض نے اباحت پر اس کے مثال یہ ہو کہ
صحابہ اصول نے منی سے چلا کر ابطح کے اترنے
کے باب میں ذکر کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اترے تو ابو ہریرہ اور ابن عمر اس طرف گئے کہ یہ
اترنا بوجہ عبادت تھا اس لئے اس اترنے
کو حج کی سنتوں سے ٹھہرایا اور عائشہ صدیقہ
اور ابن عباس کی یہ رائے ہوئی

یکی علیہا اهلها فقال انهم یكون
 علیہا واما تعذب فی قبرها
 فظن العذاب معلولا للبعاء
 وظن الحكم عام على كل میت
 ومنها اختلاف فیه فی علة الحكم
 مثاله القیام الجنائزۃ فقال
 قائل لتعظیم الملائکۃ
 فیعم المؤمن والکافر وقال
 قائل لھول الموت فیعمہما وقال
 قائل مر علی رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم یجنازۃ ھو دے
 فقام لھا کراہۃ ان تلوفو
 راسہ فیخص الکافر
 ومنها اختلاف فہم فی الجمع بیل المتخلفین
 مثاله رخص رسول اللہ صلعم فی التلغۃ
 عام خیر شرعی عنہا ثم رخص فی عام
 او طاس ثم غنی عنہا فقال ابن عباس
 کانت الرخصۃ للضرۃ والتمی لا تقضاء
 الضرۃ ثم دالحکم باق حل ذلک وقال
 الجمهور کانت الرخصۃ اباۃ النبی
 فتمتھا مثال اخو غنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم عن استقبال القبلة والاحتفاء

کہ اس کے گھر والے او سپردہ تھے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ
 او سپردہ زمین اور اس کو اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔
 ابن عمر نے روایت کی عذاب کی علت تھا اور ہر مردہ کے حق
 میں حکم کو عام خیال کر لیا۔
 چھٹی طرح اختلاف کے مختلف ہونا صحابہ کا جو حکم کی علت
 میں اس کی مثال جنازہ کیلئے کھرا ہوا جانا ہے کہ بعض
 کہتے ہیں قیام فرشتوں کی تعظیم کے لئے اور بعض کہتے ہیں جنازہ
 مسنون اور کافر دونوں کیلئے عام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قیام
 موت کے خوف کی وجہ سے، تو اس صورت میں بھی دونوں کو
 عام ہے اور بعض نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا
 جنازہ کا آپ کے لئے کھڑے ہو گئے کہ اس کا بیوی سر پر نہ پڑا
 مگر وہ سمجھا اس صورت میں قیام خاص جنازہ کا فر
 کے لئے ہے۔

ساتویں طرح اختلافی یہ ہے کہ دو مختلف احکام کی مطابقت
 میں صحابہ کا اختلاف ہوا اس کی مثال یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 جبکہ خبر میں متعلق تھا بشارت دی پھر اس میں غنیمت پھر سال
 او طاس میں اس کی بشارت دی پھر اس میں غنیمت پھر سال
 کا بشارت دی گئی تھی اور غنیمت نہ تھی کہ اس نے یہ کہہ کر حکم متروک
 باقی ہو یعنی ضرورت کے وقت متعجیز ہو اور جب کہ زمین میں بشارت
 غرض مباح کرنا تھا اور غنیمت اس کی ناسخ ہو دوسری مثال یہ کہ
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کرتے وقت قبلہ رخ ہوئیے منع فرمایا

۱۵
 دوسری مطابقت کا نام ہے "

یہل فقالوا انما اهل رسول الله
 صلى الله عليه وسلم جن استقلت
 به ناقة ثم وضع رسول الله صلى الله
 عليه وسلم فلما علا على شرف
 البدياء اهل وادرك ذلك منه
 اقوام فقالوا انما اهل جن علا على
 شرف البدياء وایمر الله لقد اوجب
 فی مصلاة واهل جن استقلت
 به ناقة واهل جن علا على
 شرف البدياء
 ومنها اختلاف السهو والنسيان
 مثاله ما روى ان ابن عمر
 كان يقول اعتمر رسول الله
 صلى الله عليه وسلم مرة في رجب فسمعت
 بذلك عائشة فقضت عليه بالسهو
 ومنها اختلاف الضبط مثاله
 ما روى ابن عمر عنه صلى الله
 عليه وسلم من ان الميث يعذب
 بكاء اهله عليه فقضت عائشة
 عليه بانه لم يأخذ الحديث على وجه
 رسول الله صلى الله عليه وسلم على عروته

یہ بیان فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے
 لیکن یہ حدیث رجال
 ہذا حدیث حسن
 وہ جلیل وکرامت میں
 کیونکہ انہوں نے بیان کیا
 کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حج کیا تو انہوں نے کہا
 کہ یہ حدیث صحیح ہے

اوسوقت آپ لبیک کہہ رہے ہیں تو انہوں نے
 یہ کہا کہ رسول خدا تم نے صرف لبیک اوسوقت کہا جب
 ناقة پہلو کیو کھڑی ہوئے پھر رسول خدا تم تشریف
 لے چکے جب بید کی بلندی پر پہنچے تو پھر لبیک کہا کچھ
 لوگوں نے آپکا یہ لبیک سنا اور کہا کہ لبیک صرف
 اوسوقت کہا جب بید کے بلندی پر پہنچے ہیں قسم
 خدا کی کہا تاہوں کہ آپ نے اپنی ناک کی جگہ ہی میں نیت
 حج کی یعنی مع لبیک کی اور جب پہلو اونٹنی لیکر کھڑی ہوئی
 تب بھی لبیک کہا اور جب بید کی بلندی پر پہنچے اوسوقت
 بھی لبیک کہا۔

چوتھی طرح اختلاف کی وجہ سہوا و نسیان کی اور اسکی
 مثال یہ ہو کہ مروی ہے کہ ابن عمر نے کہتے تھے کہ رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ رجب میں کیا ہوا اس حال کو
 عائشہ صدیقہ نے سنا اور ابن عمر پر بھول جانے کا
 حکم لگایا۔

پانچویں طرح اختلاف کی وضاحت کا ہے یعنی حدیث کہ
 وجہ اصلی پر قائم نہ رکھنا اور اسکی مثال یہ ہے کہ ابن عمر نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا کہتے ہو کہ میں نے یہاں آجائے اور اسکی
 گہرا اونٹنے اوپر نے سہو عائشہ صدیقہ نے ابن عمر پر حکم لگایا
 کہ انہوں نے حدیث کو اسکی اصلی وجہ ضبط نہیں کیا اور اسکی
 اصل اس طرح ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر گزرتے

فصل الثامن في احوال عالم من علماء التايعين
 حاجي كاله فالتصديق كل بلد امام مشايخه
 المسيب بن سالم بن عبد الله بن عمر بن الخطاب
 النهرى والظاهر بن سفيان بن عيينة بن ابي
 عبد الرحمن بن عطاء بن ابي رباح بن كعب بن ابراهيم
 والشعب بن كعب بن الحسن بن ابي بصير بن حاطب
 بن كيسان بن ابي رباح بن كعب بن ابي
 فاطمة بن ابي كعب بن ابي رباح بن كعب بن ابي
 عن عمر بن الخطاب بن ابي رباح بن كعب بن ابي
 ومناصب هؤلاء العلماء وتحتفظ بهم
 عند انفسهم واستغنى عنهم المستغنى
 ودارت المسائل بينهم ودرجاتهم
 الا قضية وكان سعيد بن المسيب بن ابراهيم
 الفقيه اما احمد بن حنبل بن ابي اسد بن حنبل
 لهم كل واحد اصبحت تلقوا من السلف وكان
 سعيد بن ابي رباح بن ابي رباح بن ابي رباح
 الناس في الفقه واصل من هم قاضي
 عمر عثمان وقضايهما وقضاؤهما
 عبد الله بن عمر وعائشة
 وابراهيم بن قضاها وقضاها المدنية
 فمجموع ذلك ما يراه الله لهم

اسواق دين علماء ما بعينين هراكل من ذهب علموه
 بنوكيا اور ہر شہر میں ایک امام قائم ہوا مثلاً سعید بن
 اور سالم بن عبد اللہ بن عمر وروثی بعد از ہارور
 قاضی بن سید اور سعید بن عبد الرحمن مدینہ منورہ
 میں امام ہوئے اور عطاء بن ابی رباح مکہ معظمہ میں اور
 ابراہیم بن محمد اور شعبہ کو فہم اور حسن بن علی بن ابراہیم
 طاووس بن کيسان میں اور کعب بن شام میں -
 بعدہ السلف کو کہہ دو کو ان علماء کو علوم کا پاسبان بنا دیا
 ان علوم کے تحت کی اور ان علماء کی حدیث اور صحیحہ کی قضا
 اور احوال اور عروا ان علماء مذہب و خاصہ کی تحقیقات
 سیکھیں اور فتویٰ جانچو اور ان علماء فتویٰ حاصل
 کئے اور مسائل اور فہم دار ہوئے اور مسائل ان کو سامان
 ہوئے اور سعید بن سید و ابراہیم بن محمد اور ان جیسوں کو
 سارا ابواب جمع کرو اور ان کی پاس ہر باب میں وہ صلیب بن
 کہ انہوں نے ان کو سلف سے سیکھا تھا اور سعید اور ان کو کلام
 کا یہ مذہب تھا کہ کہہ اور مدینہ والے فقہ میں سید دیون
 زیادہ کہے ہیں اور اصل ان کے مذہب کی قضاوی ہر فاروق
 اور عثمان غنی اور دونوں کے احکام معاملات اور قضاوی
 عبد اللہ بن عمر اور عائشہ صدیقہ اور ابن عباس اور
 فیصلہ کا قاضیان بعض منورہ ہیں - ان سب میں
 اور ان کو وہ باتیں ہم کہیں جو خدا سے ملنے ان کو میرے ہاتھ

فذهب قوم الى عموم هذا الحديث كونه غير
مستخرج وراء جابر يبول قبل ان يتوفى
بعام مستقبل القبلة فذهب الى ان يخرج
للمنى لمنقذ وراء ابن عوفى حاجته
مستند بالقبلة مستقبل الشام فذهب
قولهم جميع قوم بيزالوا بين فذهب
الشعبه وعنده الى ان النوى مختص
بالصحة اعاد اكان في الموضع فلا يس
بالاستقبال الا لاستدبار وذهب قوم الى
القول عام حكم للمنفصل كونه خاصا بال
صلى الله عليه وسلم فلا ينقض ناسخا ولا مخصصا
وبالحكمة فاختلف هذا اصحاب النجى
واخذ عنهم التابعون كذلك كذا واحد
لنفسه حفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى
الله عليه وسلم وعقلها جميعا لمختلف على
ما ينشر ورجح بعض ائوال على بعض
فنظر هو بعض الاقوال وان كان ما ذكره
الصحابه كالمذهب لما ذكر عن عمر
ابن مسعود في تيمم الجنب المني عنده
لما استفاض من الاحاديث عن
عمران بن حصين وغيرهما

فذهب قوم الى عموم هذا الحديث كونه غير
مستخرج وراء جابر يبول قبل ان يتوفى
بعام مستقبل القبلة فذهب الى ان يخرج
للمنى لمنقذ وراء ابن عوفى حاجته
مستند بالقبلة مستقبل الشام فذهب
قولهم جميع قوم بيزالوا بين فذهب
الشعبه وعنده الى ان النوى مختص
بالصحة اعاد اكان في الموضع فلا يس
بالاستقبال الا لاستدبار وذهب قوم الى
القول عام حكم للمنفصل كونه خاصا بال
صلى الله عليه وسلم فلا ينقض ناسخا ولا مخصصا
وبالحكمة فاختلف هذا اصحاب النجى
واخذ عنهم التابعون كذلك كذا واحد
لنفسه حفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى
الله عليه وسلم وعقلها جميعا لمختلف على
ما ينشر ورجح بعض ائوال على بعض
فنظر هو بعض الاقوال وان كان ما ذكره
الصحابه كالمذهب لما ذكر عن عمر
ابن مسعود في تيمم الجنب المني عنده
لما استفاض من الاحاديث عن
عمران بن حصين وغيرهما

فذهب قوم الى عموم هذا الحديث كونه غير
مستخرج وراء جابر يبول قبل ان يتوفى
بعام مستقبل القبلة فذهب الى ان يخرج
للمنى لمنقذ وراء ابن عوفى حاجته
مستند بالقبلة مستقبل الشام فذهب
قولهم جميع قوم بيزالوا بين فذهب
الشعبه وعنده الى ان النوى مختص
بالصحة اعاد اكان في الموضع فلا يس
بالاستقبال الا لاستدبار وذهب قوم الى
القول عام حكم للمنفصل كونه خاصا بال
صلى الله عليه وسلم فلا ينقض ناسخا ولا مخصصا
وبالحكمة فاختلف هذا اصحاب النجى
واخذ عنهم التابعون كذلك كذا واحد
لنفسه حفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى
الله عليه وسلم وعقلها جميعا لمختلف على
ما ينشر ورجح بعض ائوال على بعض
فنظر هو بعض الاقوال وان كان ما ذكره
الصحابه كالمذهب لما ذكر عن عمر
ابن مسعود في تيمم الجنب المني عنده
لما استفاض من الاحاديث عن
عمران بن حصين وغيرهما

وغیره من قضاء کوفه فجمع من
 خلک ما یسر الله صنع فی آثاره
 كما صنع لاهل الدینۃ فی آثار اهل الدینۃ
 وخرج كما خرجوا فخلص لاهل الفقه
 فی کل باب وکان سعید بن السبیب
 لسان فقهاء المدینۃ وکان اخصهم
 لقضاء بامر لحدیثی حریری وایم
 لسان فقهلاء کوفۃ فاذ کلما بشئ
 ولم یسبأ الی احد فانه فی اکثر
 منسوب الی احد من السلف صحیح
 او ایما و یحوز لک فجمع علیہم فقهلاء
 بلہما و اخذوا عنہما و عقلوا
 و خرجوا علیہ و الله اعلم
باب اسباب اختلاف مذہب الفقه
 اعلم ان الله انشاء بعد الخلفاء
 انشاء من جملة العلم انما و عن
 رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حیث یجوز هذا العلم
 من کل خلف عدل و ما خذوا
 عن اجمعوا معہم صفۃ الخضوع
 و الفضل الصالح و الحج و النکاح و البیوع
 و سایر ما یکرر وقوعہ و هو اجد البیوع

و دیگر قضایان کوفہ - غرض کہ ابراہیم بن سبیب
 وہ امور جمع کئے جو خدا نے اونپر آسان فرمائے پہلے ابراہیم
 انکے آثار میں وہی بات کی جو اہل مدینہ کو آثار میں
 میں کی تھی اور کتب مسائل ہی اون کی طرح کی اند
 اون کو پاس ہی مسائل فقہ کے ہر باب میں جمع ہو گئے۔
 اور سعید بن سبیب فقہ مدینہ کی زبان تھی اور فیہما
 عمر فاروق اور حدیث ابو ہریرہ کرنا وہ حافظ تھے اور
 ابراہیم فقہ کوفہ کی زبان تھی اور یہ دونوں جب کسی مسئلہ
 میں برتنے میں اور اوکو کسی طرف منسوب نہیں کرتے
 تو وہ بات اکثر منسوب کسی سلف کی طرف منسوب کیا کرتے
 اور انہما کے ہوتی ہی غرض کہ اون دونوں کو پاس فقہاء
 شہر کے اکٹھے ہو کر اور دوسرے علم حاصل کیا اور اوکو سمجھا
 اور اوپر مسائل کی تخریج کی و اللہ اعلم۔
باب مذہب فقہاء مختلف ہوا کیونکہ ذکر سن
 واضح ہو کہ خدای تعالیٰ نے زمانہ تابعین کے بعد ایک گروہ
 کا پیدا کیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ پورا ہو کہ ہر گروہ کو
 اس کو ہر گروہ کو گونہین سے عادل شخص اور ہائیکے
 اس جماعت نے اون لوگوں سے جو تابعین میں سے
 انکو ملی کیفیت وضو اور غسل اور نماز اور حج اور نکاح
 اور خرید و فروخت کی اور تمام چیزیں جو اکثر واقع ہوتی
 ہیں سیکھیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث روایت کی

عمر فاروق اور حدیث ابو ہریرہ کرنا وہ حافظ تھے اور ابراہیم فقہ کوفہ کی زبان تھی اور یہ دونوں جب کسی مسئلہ میں برتنے میں اور اوکو کسی طرف منسوب نہیں کرتے تو وہ بات اکثر منسوب کسی سلف کی طرف منسوب کیا کرتے اور انہما کے ہوتی ہی غرض کہ اون دونوں کو پاس فقہاء شہر کے اکٹھے ہو کر اور دوسرے علم حاصل کیا اور اوکو سمجھا اور اوپر مسائل کی تخریج کی و اللہ اعلم۔

اَوْ يَكُونُ اسْتِنبَاطُ مَنْهُمْ مِنَ
 الْمَنْصُوصِ اَوْ اجْتِهَادُ مَنْهُمْ بِالْأَهْلِ
 وَهُمْ احْسَنُ صَنِيعًا فِي كُلِّ ذَلِكَ
 مِنْ نَحْوِ بَعْضِهِمْ وَكَثَرِ اصْحَابِهِ وَقَدْ
 زُيِّنَ لَهُمْ اَوَّلُ عِلْمِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِمَا إِذَا
 اخْتَلَفُوا وَكَانَ حَدِيثُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُفُ قَوْلَهُمْ فَخَالَفَتْ ظَاهِرُهُ
 وَكَانَ إِذَا اخْتَلَفَتْ أَحَادِيثُ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
 مَسْئَلَةٍ رَجَعُوا إِلَى اقْوَالِ الصَّاحِبَةِ
 فَإِنْ قَالُوا بَشَيْءٍ بَعْضُهَا أَوْ بَصَرُهَا عَنْ
 ظَاهِرِهَا أَوْ لَوِصَ بِهَا بَدَلَاتُهَا وَلَكِنْ
 اتَّفَقُوا عَلَى تَرْكِهَا وَعَدَمِ الْقَبُولِ
 بِمَوْجِبِهِ فَإِنَّهُ كَانَ إِدَاءَ
 عِلَّةٍ فِيهِ وَالْحُكْمُ بِشَيْءٍ أَوَّلِيهِ
 اتَّبَعُوهُ فِي كُلِّ ذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُ الْأَهْلِ فِي
 حَدِيثِ لَوْحِ الْكَلْبِ بِإِذَا لَمْ يَكُنْ لَكِنْ لَا
 إِدْرَى مَا حَقِيقَتُهُ حَكَاهُ ابْنُ الْحَبَابِ
 لَيْقِيَ لِحَادِثَهُمْ يَعْمَلُونَ بِهِ
 وَانْذَرْنَا إِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الصُّحُفُ وَالْأَهْلُ
 فَمَسْئَلَةٌ فَالْحَقُّ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَنَحْوِهَا

یا یہ جانتے تھے کہ اقوال صحابہ و تابعین حکم منصوص خود ان کو
 استنباط ہیں یا ان کے لئے لوگ بطور اجتہاد اور صحابہ و تابعین ان
 سب باتوں میں ان لوگوں سے بہتر ہیں جو ان کے پیچھے ہو اور وہ
 بیان کر نہیں زیادہ اور زمانہ اعتبار سے پیچھے اور علم کے لحاظ سے
 سب میں برتر ہیں ہمیں جہت عمل کرنا ان اقوال پر متبیین ہوا
 بجز منصوص کے کہ وہ مختلف ہوں اور حدیث رسول خدا صلعم کی
 ان کے قول سے صریح مخالف پڑے۔

اور خلاصہ و تفصیل کا یہ بھی تھا کہ جس حدیث میں لا حدیث
 رسول خدا صلعم کسی مسئلہ میں مختلف ہو میں نے علماء کے
 لئے اقوال صحابہ کی طرف رجوع کیا اگرچہ بعض حدیث کو منصوص ہونا
 قائل ہو یا انہوں نے حدیث کو ظاہر نہ سمجھ کر یا بعضی دلیل کی
 یا اس کی تصریح کی بلکہ ترک حدیث اور اس کا وجوب عمل کو مقرر
 ہو کر یہ بات گویا حدیث میں علت ظاہر کرنا یا اس کو منسوخ ہونے
 یا تاویل کا حکم لگانا یا تو اسباب میں علما نے نہ صرف صحابہ کا
 اتباع کیا اور یہی وجہ ہو کہ امام مالک نے کتنے کی برتن میں منہ
 قائل کی حدیث میں کہ اس کی حدیث وارد ہو لیکن میں نہیں
 جانتا کہ اس کی حقیقت کیا ہے نقل کیا اس قول کو ابن
 ماجہ نے امام مالک کی غرض یہ ہو کہ ضحا کو سب سے نہیں
 دیکھا کہ اس حدیث پر عمل کرتے ہوں۔

اور نیز خلاصہ و تفصیل کا یہ تھا کہ جب صحابہ و تابعین کے مسائل
 میں مختلف ہوں تو ہر عالم کو ترکیباً و تہذیباً اور اس کے بعد صحابہ کے مسائل

۲۱
 جو اس میں مختلف ہو
 اس کے بعد صحابہ کے مسائل
 اس کے بعد صحابہ کے مسائل
 اس کے بعد صحابہ کے مسائل

فان اتفق اهل البلد على شيء اخذوا عليه
 بنواجهم وهو الاذ يقول في مثله مالك
 السنة التي لا اختلاف فيها عندنا
 كذا وكذا وان اختلفوا اخذوا باقوالها
 وارجحها اما لكثرة القائلين
 به او لموافقة بقياس قوي او خیر
 من الكثرة والسنة وهو الاذ يقول في مثله
 مالك هذا احسن ما سمعت
 فاذا لم يجدوا فيما حفظوا من جواب
 المسئلة خرجوا من كلامهم متبعين لاوله وان اختلفوا
 واخذوا في هذه الطبقة التدوين ندوا
 مالك وعمر بن عبد الرحمن بن ابي ريب
 بلال بن رباح وابن جبر و ابن عيينة بمكة
 والثوري بكوفة وبريع بن جابر بقره
 وكلهم مشهور على هذا النهج الذي ذكرته
 ولم يحج المنصور قال لما لك قد عرفت
 ان اول كتابك هذه التي مضعتها فتنسجتم
 ابعث في كل مصر من اصحاب المسلمين من
 نسخة واحدهم ان يجعلوا فيها ولا يتعدوا على
 فقالوا يا امير المؤمنين لا نقبل هذا لان الناس
 قد سبقت اليهم اقاويل ومعمولها ديش

پس اگر شهر کسی را برطرف بگویند بچند ملک و کشور ضبط
 بگویند یا درسی حسنیات کرد و اسطفا امام مالک بیک کتاب که در این
 استه التي لا اختلاف فيها عندنا کذا و کذا یعنی جسنت ستر
 تری یک که اختلاف نهین فلان بات بجا و اگر اهل شهر
 اختلاف بر ما و احوال میکن قوی تر از هر چه ترک اختیار کیا
 چه قوت بود بکثرت قائلین که بیا بود موافقت کسی قیاس
 قوی یا خیر بکثرت یا سنت کی او در حسنیات با او امام باقر بن
 حسین بن الحسن با سمعت یعنی یا ان سب سبک بر هر دو و خوشی
 و حیدر بن یونس که صحاب و تابعین یک کتاب تین جوابا که
 بنیایا تو انکی تقریر سے نکالا و اشارہ اور نقضا کلام کو متن کیا
 اور اس طبقہ میں کتابوں کا لکنا بدین ڈالا گیا پھر امام
 ابو محمد بن عبد الرحمن بن ابو یوسف مدینہ میں اور ابن
 جبرئیل اور ابن عیینہ نے مکہ میں اور ثوری کو فیر میں اور
 سیح بن سعید بقرہ میں کتابیں لکھیں اور سب بنی
 طریق اختیار کیا جو بیئے بیان کیا۔ اور جب خلیفہ نہ ہوئے
 حج کیا تو امام مالک سے کہا کہ بیئے کاراہ کیا ہے جو کتاب
 بنانی میں انکے بارہ میں حکم کردن کہ گامی جا میں پھر
 سلمی انکے ہر شہر میں انکا ایک ایک نسخہ بچوں اور انکو حکم
 کردن کہ ان کتابوں کے بموجب عمل کریں اور دوسری بات
 کہ طرف تیار کردن امام مالک نے کہا کہ علی المؤمنین استسار
 کیونکہ گو گوئی یا اس ملک انوال پنجم کے اوردہ جہش میں

لأنه إنما يصح إقامتهم بالسقيم وأول
للأصل المناسبة لها وقلبه آميل إلى
وتجرحهم فمذهبهم من عثمان وعائشة
وإنهم وإن عتسبوا بزيد بن ثابت وأصحابه
مثل سعيد بن المسيب فإنه كان أحظهم لقتيل
عمر وحدث أبي هريرة وعرق وسام وعروة
وعطاء وعبد الله بن عبد الله وأما الرهن
بالأخذ من زيد عن أهل المدينة كما بينه النبي
وسلمه في فضائل المدينة ولاها
ماوى الفقهاء ومجمع العلماء في كل عصر
ترى ما كان لأهلهم محبة ثم قد اشتهر ذلك
أنه يمسك بأجمع أهل المدينة
وعقد البخاري بابا في الأخذ
بما اتفق عليه الحواريون
ومذهب عبد الله بن مسعود وأصحابه
وقضايا عن شريح والشعبه وماوى
أبراهيم بن الحارث بالأخذ عن أهل الكوفة من غير
وهو قول عامة حين قال من قال قول زيد
ثابت في التمييز قال أهل الحجاز منهم ثابت
عبد الله بن عبد الله بن مسعود وأصحابه
بن ثابت وأهل المدينة يشركون

[illegible]

کیونکہ اسکو اولیٰ اقرار کی صحت اور تقیم زیادہ معلوم ہو اور
محصول اور اقرار کی مناسبتیں وہ اسکو زیادہ روشن
اور اسکا دل اپنا ستانہ کی تفصیل اور تجربہ زیادہ مایل ہو چکا
مذہب عمر فاروق اور عثمان غنی اور عائشہ صدیقہ اور ابن عمر اور
ابن عباس اور ابن عباس ثابت اور لوگوں کو اکثر و کثرت سے پہنچ
اور عمر فاروق کو فیصلوں اور ابوہریرہ کی حدیث کو زیادہ حافظ
اور شہرہ اور اسلام اور مدینہ اور عطا اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور ان
جیسو کا مذہب اہل مدینہ کو نزدیک بہ نسبت دو کسٹریک زیادہ
لائق اختیار کر لیا ہو چنانچہ پیغمبر صلیم و فضائل مدینین بیان
اور تفسیر اسوۂ کیمہ مدینہ منورہ ہزاران میں فقہاء و علما کا ادبی اور
مجمع رہا اور ادبی جہت سے ہمہ گیر ہو کر امام مالک برابر مدینہ کو
کی راہ چلتے ہیں اور امام اسکا سے یہ بات بھی مشہور ہو کہ احیاء اہل
حجت پڑھتے تھے اور تجارتی ایک باب منعقد کیا ہو کہ حجت
حرمین شریفین کا اتفاق ہوا اسکو اختیار کرنا چاہئے۔
اور کوفہ والوں کو نزدیک مذہب عبد اللہ بن مسعود اور ان کے شاگرد
اور فیصلے علی مرتضیٰ اور شریعہ اور شیعہ کا اور قادیان میں شیعہ
زیادہ تر مستحق محل کر رہی ہیں بہ نسبت دو کسٹریک
اور یہی وجہ تھی کہ علقمہ نے جب مسروق کو یہ بین ثابت کیا
تشریک کو، امین مایل دیکھا تو کہا اگر ایک کوئی صحابہ بین
عبد اللہ بن مسعود زیادہ پکا عالم ہو مسروق نے کہا کہ انہیں
لیکن میں نے یہ بین ثابت دیا اہل مدینہ کو تشریک کو

زناهيك بما جمع اصحابه دويلاته
 مختاراته وخصوهها وحرره وخرجه
 وخرجه اهلها واطفالها واولادها
 زفر قوال المغرب واولاخره فقه الله
 بهوكترا من خلفه وانقش ان تع
 حقيقه ما قلناه من اصل
 مذهبه فانظر في كتاب المصطفى
 محمده كما ذكرنا
 وكان ابو حنيفه رض الزمعي عنده لم يزل
 واولاده لا يحيا وزده الله ما شاء الله وكان
 عظيم الشأن في التفسير على مذهبه دقيق
 النظر وجوه التخرجات مقبل على
 الفروع اتم اقبال وان شئت ان تطلع
 ما قلنا فاطعن اقول ابيهم من كتاب الاله والحمد
 وجامع الزرافه مصنف الى بكر بن ابى شيبة
 فخر قايسه بمذهبه تخر لا يعارضه في كتاب المحقق
 الا في موضع يسيرة وهو تلك اليسيرة
 لا يخرج عما ذهبت فقههاء كوفه
 وكان اشهر اصحابه كرا ابو يوسف قضا
 القضاء ايام هارون الرشيد فكان
 فظوه مذهبه والقضاء به في اقطار

اور سچکون ہی دو کا قول کافی ہے ہر امام مالک کے
 شاگردوں نے ان کی روایات اور مختارات کو سچ کیا اور ان کی تفسیر
 اوستیع اور شرح کی اور پندرہ مسائل کی تخریج کی اور
 اصول اور دلائل میں بحث کی اور مالک مغرب واطراف میں
 میں تفسیر پچوائے تھے ان سے اپنی بہت غفلت کو نفع
 پہنچا یا اور اگر تم ہمارے قول کی صداقت امام مالک کی اصل
 باب میں معلوم کرنا چاہو تو کتاب موطا کو دیکھو اسکو
 ویسا ہی پاؤ گے جیسا مجھے بتایا۔
 اور امام ابو حنیفہ برابر ہم تھے اولیٰ کے معصوم مذہب پر زیادہ
 جیسے ہوئے کہ اس سے بہت ہی کم تجاوز کرتے تھے اور اس
 مذہب کے بموجبی نکلنے میں شان عظیم رکھتے تھے
 تخریج کی صورتوں میں ان کی نظر دقیق تھی ہر پرہیزگار
 مذہب سے اور اگر نکو بھارت کی حقیقت جانتی سنتو ہو تو
 امام محمد کی کتاب لانا اور عبد اللہ راق کی جامع اور ابوبکر بن
 ابوشیبہ کی مصنفہ برائیم قول چنانچہ امام مذہب
 و ناکام مقابلہ کرو امام کو اس رکھنا چاہو اگر خریدو تو
 جگہ میں اذان تھوڑی جگہ میں ہی امام فقہاء کو فہم
 مذہب کا ہر قدم نہیں رکھتے۔
 اور امام شاگردوں میں زیادہ مشہور ابو یوسف ہیں
 گندمانہ ہارون رشید میں قاضی القضاۃ ہو چکا امام
 مذہب ہر سچے کا سبب وارو سبب موجب فیہلہ ہو کا باعث ہوا

توجه اصحاہ بمعنی ذی الی تلك النقص
 لخصها وقربا وقریبا وناسیبا
 استدل لا تفرقوا الى خراسان و
 نسے ذلك مذهب بھنیفہ واما عد
 مذہب بھنیفہ مع مذہب ابی یوسف و محمد
 مع انما عتھما من مطلقان مخالفتہا غیر
 فایملہ فی الاصول والفرع لموافقہم هذا
 الاصل اولیہ و فذاہم بھنیفہ المسوی
 و نشأ الشافعی فی اوائل ظہور المذہب
 وترتیب اصولہما و فروعہا فظہر فی صنیع
 الہدای فی وجہ ذیہ امور المجتہ علیہ عن
 الجریان فی طریقہم قد ذکرہا فی وائل
 کتاب الام منہا انہ وجدہم یاخذون
 بالمرسل والمنقطع فیدخل فیہم الخلل
 فانہ اذا جمع طرق الحدیث یظہر
 انہ کم من مرسل لا اصل لہ و کم
 مرسل یخالف مسند اقریان لا جہ
 بالمرسل الا عند وجہ شرط و عند کذا
 فی کتب الاصول ومنہا انہ
 لم یکن قواعد الجمع بین
 المختلفات مضبوطة عندہم

بعد و صحابہ و عنیان تصانیف کما ذکرہ فی کتاب
 قریب فہم کرنے اور سائل نگاہ اور تائید کرنا و حجت پر تکیہ
 مستویہ جو پھر اسان اور اور انہرین پھیل گئے اور سکا
 نام مذہب الخ صنفہ رکھا گیا اور مذہب نام ابو حنیفہ ابو یوسف کے
 ساتھ یک مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ صاحبین مجتہدین
 اور انکی مخالفت ہی اصول و فروع میں کہ نہیں گئے اصل
 میں سب موافق ہیں اور نیز سب کے سب و طبع کے ہیں اور
 مذہب ایک ساتھ رکھا گیا۔
 امام شافعی ابتدا میں مذہب یون امام مالک اور ابو حنیفہ میں
 اور انکی اصول و فروع مرتب ہو کر وقت ظاہر ہو اور انکی
 کارروائی و یکی اور یون میں ایسی باتیں پائیں جنہوں نے
 انکو پہلوئی دیہ جن سے روک دیا اور ان کا ذکر ان شافعی
 نے شروع کتاب میں کیا ہوا نہیں ایک ہی کہ کو کو کو کو
 کیا کہ روایت مرسل منقطع دونو کو تیسرے ہیں اور اس وجہ سے
 اور ان کو کو کے اقوال میں خلل پڑتا ہے کہ یہ کتب میں کتب
 طریقہ کو جمع کیا جانا تو ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سی مرسل حدیث
 لیے اصل ہیں اور بہت سی مرسل سند کی حفاظت ہوئی
 ہیں لہذا امام شافعی نے یہ طریقہ کہ حدیث مرسل کو لینے لگا
 اور اس صورت میں کہ شرطیں پائی جائیں وہ شرطیں ایسی
 گناہوں میں نہ کہ میں۔ دوسری بات یہ کہ مختلف
 انصوح میں مطابقت کرنا فائدہ اور ان کو کو کی اس شرط

۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

العراق وخراسان وما وراء النهر
 احسنهم تصنيفا والزهد وسامع
 الحسن وكان من خبره انتفع على تصنيفه
 وابن يوسف خرج الى ايلة فقرأ الموطا
 على ذلك ثم رجع الى نفسه فطلب من صاحب
 على الموطا مسئلة فاق
 فيها والافان راجع الى الفقه من الصحابة
 والتابعين ذاهبين الى مذاهب صحابه
 فلهذا كان وجد قيا سا ضيفا لوتج
 لينا يخالفه حديث صحيح معاملة الفقهاء
 او يخالفه عمل اكثر العلماء تركه الى مذهب
 من الملوك من اراه ارجح ما هناك وما
 لا يزلان على حجة ابراهيم ما لم يلما
 كما كان ابو حنيفة رضي الله عنه اذا كان
 اختلا فهم في احد شيئين اما ان يكون
 لشبههما تخير على مذهب ابراهيم
 براحمته فيه او يكون هناك
 لا براهم ونظرائه اقد اختلقة
 يخالفان في ترجيح بعضهما على بعض
 فضله محمد وجمع وادى هؤلاء
 التلقة ونفع كثيرا من الناس

لا ينبغي ملك الدنيا
 بل ان يكون له
 كملك الدنيا
 كملك الدنيا
 كملك الدنيا

۴۶

عراق وخراسان وما وراء النهر من بني هاشم
 شاگرد سے تصنیف میں بہتر تعلیم میں زیادہ مشغول
 محمد بن حسن ہیں ان کا حال یہ تھا کہ وہ جو کچھ فقہ ابو حنیفہ
 اور ابو یوسف سے حاصل کی ہر دین کے لیے اور امام مالک سے
 پڑھی ہر چیز کے لیے اس کی طرف رجوع کیا اور اپنی ہر چیز کو مذہب کے
 ایک ایک سال کو موطا سے مقابلہ کیا اگر موافق ہو یا اگر
 اگر موافق نہ ہو اور صحابی یا تابعین کے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ
 بھی ہماری ہر چیز کو مذہب کے طرف گئے ہیں تو اس سے تعجب
 بھی سال کو بدستور کیا اور اگر کوئی قیاس ضعیف یا تخیر
 پائی کہ حدیث صحیحہ فقہانے عمل کیا ہو تو کئی دفعہ یا اکثر
 علماء کا عمل اس کے خلاف ہوا اور اس کو چوڑ دیا اور اس کے
 مذہب کے جو اس موقع پر ارجح تر دیکھا اس کو اختیار کیا
 اور ابو یوسف اور محمد جہاں تک اسے ہوسا برابر براہیم
 نخی کو طرف پر ترجیحے امام ابو حنیفہ بھی کرتے تھے
 اور اختلاف امام اور صاحبین کا صرف دو باتوں میں سے
 ایک میں تھا یا یہ کہ امام کوئی تخیر مذہب براہیم پر کے
 صاحبین اس تخیر میں امام مزامم ہو یا یہ کہ
 براہیم اور ان کے پیروں کے اقوال مختلف ہیں صاحبین
 بعض اقوال کی ترجیح دینے میں بعض پر امام کا
 خلاف کر دینے میں غرض کہ امام محمد نے کتابیں لکھیں اور
 تینوں شخصوں کی را کو جمع کیا اور بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچا

أو لم تظهر في الطبقة الثالثة وانما
 ظهر بعد ذلك عندما اهل الحديث في
 جمع طرق الحديث وحلوا إلى قطار
 الأرض ونحوها عن حجة العلم فكثير من الأجداد
 لا يرويه من الصحابة إلا جرداً ولا
 يرويه عنه وأنها لا جرداً وجراداً وهو
 جرداً خفي على أهل الفقه وظهر في الحفظ
 الجامعي بطرق الحديث وكثير من الأجداد
 أهل البصر مثلاً وسائر الأقطار في عقله
 فبين الشافعي أن العلم من الصحابة والناس
 لم ينزل شافعي فهو يطين الحديث في المسألة
 فإذا لم يجدوا فسكوا منع آخر من الاستدلال
 فإذا ظهر علم الحديث بعد جمعوا الحديث
 الحديث فإذا كان الأمر على ذلك لا يكون علم
 تسلم الحديث وحافيه اللهم إلا إذا سبوا العلم
 القادرة مثاله حديث القلتين فانيضا
 صحيح روى بطرق كثيرة
 معظمها يرجع إلى الوليد بن
 كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير
 أو محمد بن عبد بن جعفر عن عبد الله ابن
 عبد الله عن ابن عمر

یائیسر سطح میں وہ حدیثیں ظاہر ہوئیں بلکہ اگر کسی
بعض ظاہر ہوئیں جو وقت اہل حدیث کے طرق حدیث کی
جمع کرنے میں غور کیا اور ملکوں ملکوں پہ اور علماء کا تجزیہ کیا
کیونکہ بہت سی حدیثیں ہیں کہ صحابہ کرام میں سے کسی نے کسی
اور کو روای ہیں بہر ان ایک یا دو کبھی ایک یا دو ہی روایت
کرتے ہیں اور اس طرح لئے جاواں دیکھ کر یہ احادیث فقہ
والو پر پوشیدہ رہیں اور زمانہ حفاظ میں ظاہر ہوئیں
جہوں کے طرق حدیث کو جمع کیا اور نیز بہت سی حدیثیں
ہیں کہ مثلاً اہل بصرہ کبھی اور کو روایت کیا اور دوسرے
طرفین اور کسی غافل ہیں پس امام شافعی و زبان کیا کہ
علماء صحابہ اور تابعین کا حال برابر یہ رہا کہ وہ جواباً
میں حدیث دہونڈتے اور جب حدیث نہ پا کر تو دوسری
قسم کی استدلال سے حجت پکارتے پھر نیکہ جلیل و پختہ حدیث
ظاہر ہوتی تو اپنے اجتہاد سے حدیث کی جانب جمع کر کے جت
حال ہی تو صحابہ کا حدیث پر تمسک نہ کرنا موجب طعن حدیث
میں نہیں ہے اگر گمان اوی صورت میں کہ علت طعن یہاں
کرویں اور اسکی مثال حدیث قلعتین ہے کہ یہ حدیث
صحیحہ اور بہت اسنادوں سے مروی ہے کہ مال اکثر اسنادوں کا
اس اسناد کی طرف ہے ولید بن کثیر روایت کرتے ہیں محمد
جعفر بن زبیر سے محمد بن عباد بن جعفر اور وہ دونوں
راوی ہیں عبد اللہ بن عبد اللہ سے اور وہ راوی ہیں ابن عمر

[illegible]

فیطرق بذلک خلل فی مجتہد اہم فہم
 لہا اصول و دق فی کتاب و ہذا اول
 تدوین کتاب خاص و الفقہ مثلاً لکھنا
 اند محل علی محمد بن الحسن ہو بطعن
 لہا المدینۃ فی قضاء ہو بانشا لہ واحد
 مع البین و یقول ہذا زیادۃ علی کتابہ
 فقال الشافعی انیت عندک انہ لا یجوز
 الزیادۃ علی کتابہ بخبر الواحد قال نعم
 قال فلو قلت ان الوصیۃ للوارث لیموت
 لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وصیۃ
 للوارث وقد قال اللہ تعالیٰ کتبنا لکم
 اذا حضر احدکم الموت الا یہ و اور
 علیہ اشیا من ہذا القبیل فاقطع کلام
 محمد بن الحسن و منہا ان بعض الاحادیث
 الصحیحۃ لم تبلغ عالم التلعبین و البہیم
 الفتویٰ و المجتہد و اباءہم و اتبعوا الفتویٰ
 او اقتدوا بمن مضی من الصحابۃ فاقول
 خذک ثم ظہر بکمالک فی الطبقة الثانیۃ
 ظلوا لہا ظنا منهم ہا تھا لہا اہل
 یتلہم سنتہم التی لا اختلاف فیہا و ذلک
 قاجر فی الحدیث و علۃ مستقطۃ

مجلس کتاب و قرآن
 بین علم و دینی
 گویا بیک مد
 اور دین و دینی
 نہایت دینی
 لکھا گیا اور دینی
 فہم علم و دینی
 دینی میں زیادہ
 قرآن پڑھنا دینی
 علم یعنی اس پر
 ۲۸
 بین مجتہد و غیر
 کہ فی بین مجتہد
 اور صوفیہ میں اور
 نسخ و دینی و غیر
 جی حالت کی حالت
 قرآن پڑھنا دینی

اسوجہ و کما تہدی سناونین خلل پر جاتا تھا امام
 شافعی نے اس کو قراہت کیا اور دیکھا کہ کتاب میں لکھا
 اصول فقہین پہا پہل ہی تحریر ہوئی اس کی مثال
 یہ کہ ہم نے سنا کہ امام شافعی امام محمد کے پاس حضور کو وہ
 اہل مدینہ پر ایک گواہ اور قسم سے حکم دینے میں ملے کہ تے
 تہ اور کہتے تھے کہ یہ قرآن پڑھنا دینی ہوا امام شافعی نے
 لکھا کہ کیا تہا گزریک ثابت ہو کہ خبر و قرآن پڑھنا
 جائز نہیں امام محمد نے ان امام شافعی نے لکھا کہ پڑھنا
 ہو کہ وصیت وارث کو درست نہیں ہو جہاں شافعی حضرت
 صلعم کہ وصیت وارث کے حقیق نہیں ہو جہاں لکھا کہ
 فرمایا کہ کتاب علیکم او حضرت حکم الموت الای یعنی حکم و اور
 جب حاضر ہو ایک کو تم میں موت اگر چہ مرد و مال وصیت
 مان باپ اور تہ وارث کو اور امام شافعی نے فرمایا کہ چند
 باتیں امام محمد پیش کیں کہ وہ خاموش ہو کر اور فرمایا
 بات یہ کہ بعض صحیح حدیثیں اور علما تابعین نے پڑھنا
 فتویٰ کا کام پر دیا اسوجہ و انہوں نے پڑھنا لکھا کہ
 اور عموماً کتابا ہم کیا یا لکھے صحابہ کا اذکار اور دیکھ موفی
 فتویٰ دیا پھر تحریر طبع میں بعد کو وہ حدیثیں ظاہر ہوئیں
 اور پھر گمان عمل کیا کہ یہ ہمارے اہل شہر کے عمل
 اور طریق کی جن میں حکم کہ اختلاف نہیں تھا غرض
 اور یہ بات حدیث میں موجب طعن اور علت مقولہ

وليؤمنوا بما رآه الاستحسان ^ق أعني
 بالرواية أن ينصب مظنة حرج أو مصلحة
 حلة لحكم وإنما القياس أن يخرج العلة
 من الحكم المخصوص ويدل عليها الحكم فباطل
 هذا النوع أنه بطل وقال من ستمن
 فإنه أراد أن يكون شارعا حكما
 العصبه في شرح مختصر الأصول مثالها شر
 اليتيم خرف فاقوا مظنة الرشد هو
 بلوغ خمس عشرين سنة مقامه وقالوا
 إذا بلغ اليتيم هذه العمر سلم إليه ماله ^{فقالوا}
 هذا استحسان أو القياس أن لا يسلم ^{إليه}
 وبالحكمة فلما رأى في صنيع الرء وأل
 مثل هذا الرء أخذ الفقه من الرء
 فأسس الأصول وفرع الفروع وصنف
 الكتب فلجادوا وفادوا وجمع عليه
 الفقهاء وقصروا اختصارها وشرحوا
 استدلالا ونحوها فنفروا في
 البلد أن كان هذا من ^{نعم} أعلام
 باب أسباب الاختلاف
 بين أهل الحديث وأصحاب الرواية
 أعلم أن كان العلماء في عصره السبب

اور کبھی اوس راگو استخوان پلو تین - اور راگو
سیری غرض ہے کہ کسی طرح یا مصلحت کے موقع کو حکم کی
حالت نہرایا جاو اور قیاس ہی ہوتا ہے کہ حکم مخصوص
سے علت نکالی جاو اور اسی علت پر حکم کا مدار ہو غرض امام
شافعی نے اس راگو کو غایت وجہ پر اہل کیا اور کہا کہ جو کوئی
استخوان کرتا ہے وہ دھیر چاہتا ہے کہ خود شام ہو جاو اقل کیا ہے
اسکو قصہ مختصر الاصول کی شرح میں - اوسکی مثال قیاس کا
ہونا ہے کہ ایک امر پوشیدہ ہے اور لوگوں کے موقع دانش
یعنی تجسس سال کی عمر کو اس کے قانع مقام کیا اور کہا کہ تجسس
اس عمر پر چڑھنا جو سال اس کے بزرگ تھا اور کہا یہ استخوان
اور قیاس یہ ہے کہ اسکو نہایا جاوے -
حاصل یہ کہ جب امام شافعی نے پہلو گوئی کا رد والی
میں اس طرح کی باتیں دیکھیں فقہ کو زبردستی اور
اصول کی بناو والی اور فرود کو نکالا اور کہتے ہیں تصنیف
اور عمدہ لکھیں اور فائدہ پہنچایا اور دیکھا پس فقہ جامع
ہو گیا اور ان کتابوں میں مختصر کرنے اور شرح کرنے
اور دلیل پکڑنے اور مسائل نکالنے کے تصرفات کئے
پھر شہر دارین متفرق ہوئے اور یہ امام شافعی کا جہاد اللہ اعلم
باب اہل حدیث اور اصحاب رائے کے
مختلف ہونے کے اسباب کے ذکر میں جلتا تھا
کہ علما میں سے بعض لوگ سعد بن مسیب

[illegible]

ان الحسن فكان احدا بالعراق احب الى
 لقاء منك وذلك انه بلغني انك
 تقضي برأيتك لا تحتج عليك الا ان يكون
 عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او كتابا
 منزل وقال ابن المنكدر ان العالم يدل
 فيما بين الله وبين عباده فليطلب نفسه
 الخرج وسئل الشعبي كيف كنتم
 تصنعون اذا سئلتكم قال على الحب
 كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه
 افهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول
 الشعبي قال هؤلاء عن رسول الله
 صلى الله عليه وسلم فخذوا فانوا
 برأهم فالقه في الحش اخرج
 هذا الامار عن آخرها الدار
 فوقع شيع تدوين الحديث والاثار
 في بلدان الاسلام وكتابتها بالصحة
 حتى قل من يكون اهل الرواية الا كان له
 تدوين صحيفه او نسخة من كتابهم
 عظيم فطاف من ادراك عن عظماء
 ذلك لما زار بلاد الحجاز والشام والعراق
 واليمن والخراسان وجعلوا يكتبون تبعوا النسخ

کہ تم ہی حسن ہو مجھ کو تمہاری نسبت کیسے کا ملنا بصورت میں
 محبوب تھا اور اسکی وجہ یہ ہو کہ مجھ کو خبر ملی ہو کہ تم اپنی را
 ہر فتویٰ دیتے ہو ائمہ کو اپنی را کہ فتویٰ حث و غیرہ کے
 کہ سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن منکدر کا
 قول ہو کہ عالم خدا کا اور اسکی بندگی درمیان واسطہ ہوتا ہو
 اسکو چاہیے کہ اپنے لئے نجات کی صورت تلاش کرے اور
 کسی کو چاہے کہ جب لوگ تم سے سالہ پچھتے تھے تو تم کیا کرتے
 آہوں کی کہا کہ تو نے خبر و واقعہ کا ذکر کیا تو کیا یوں سنو
 کہ جب کسی کو سالہ پوچھا جاتا تو وہ اپنی راستگی کہتا کہ لوگو
 فتویٰ کا دورہ شخص تیسریے کہتا سیطرہ برابر ہوتا تھا
 کہ سوال پہلے ہی شخص پر ہوتا اور تیسریے کہتا کہ یہ لوگ
 ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں آپ عمل کرو
 جن بات کو اپنی راستگی کہیں اسکو جاضر میں ملو اور
 ان سب بات کو دوسری نے روایت کیا ہو۔
 غرض کہ حج کرنا حدیث اور ائمہ صحابہ و تابعین کا اور کہنا
 چھوٹے رسالوں اور بڑی کتابوں کا اسلام کے شہر و غیر
 اس قدر شائع ہوئیے کہ روایت و نوین لیا کہ آدمی تھا
 جسکے پاس کوئی مجموعہ یا رسالہ یا کتاب نمودار نہ
 تھی ضرورت نکلی یعنی بن بڑی علمائی زمانہ پایا اور
 نے مجاز اور شام اور عراق اور مصر اور یمن اور عراق
 میں گشت کیا اور کہن ہو گیا کہ کیا اور نسخہ تلاش کیا

کہ تصدیق ہو کر کہ کتاب کا
 حکم خدا کو نہیں کہ سلطان ہو
 کہ قرآن اور حدیث کے مطابق ہو
 اور بنی خبر ہی کا فیض ہو
 اس سے فیض ہو کر
 شخص جسے بیاد ہو
 میں کو ان بات سے موقع نیست
 نقل لیا کہ اس سے
 ان اور حدیث اور ائمہ کے
 بیان کہے

و ابراهيم والزهرى وفى عظمك
 وسفيان وبجدة لك قوم يكرهون الحق
 بالارأى يهابون الفتيا والاستنباط الا
 لضرو ولا يجدون منها بدا وكان اكبر
 همهم رواية محمد رسول الله صلى الله عليه
 وسلم سئل عبدالله بن مسعود عن ثنى
 فقال انى لا كره ان اُجمل لك شيئا
 حرمه الله عليك او احرمها الله لك
 وقالوا ذن جيل يا ايها الناس لا تعجلوا
 بالبلاد قبل نزوله فانه لم ينفلك المسلمون
 ان يكون فيهم من اذا سئل سئد وروى نحو
 ذلك عن عمر بن الخطاب بن مسعود
 فى كراهة التكلم فى العلم ينزل
 وسأل ابن عمر بن الخطاب بن زب
 انك من فقهاء البصرة فلا
 تفت الا بقرآن ناطق او سنة
 ماضية فانك ان فعلت غير
 ذلك هلكت واهلكت
 وقال ابو نصر ما فتد ابوسلمة
 البصرة اتيت به انا والحسن
 فهى قال الحسن

۳
 بیان کرنا کہ وہ جانا
 ہون کا دلایا ہو کہ وہ
 غیر حرام ہو جاوے گا
 مگر اس پر

اور ابولہسم اندھری کے زمانہ میں اور نیز ملک اور سفیان
کے زمانہ میں اور اس کے بعد ایسے تھوکر کا زمین غرض کرنا مکروہ
جانتے تھے اور فتوہ دینا اور استدلال کرنا زمین غرض کرنا مکروہ
کے کہ اس کے چارہ نہاتے اور ان کا بڑا مطلب یہ رسول
خدا صلعم کا روایت کرنا تھا چنانچہ عبداللہ بن مسعود کو کسی
کسی چیز کا حال پوچھا اور ہونچا کہ کیا مکروہ جاننا ہوں
کہ میرے لیے وہ چیز حلال کر دوں کہ جو اللہ تعالیٰ نے حرام
یا حرام کر دوں اور میں چیز کو کہ خدا نے حرام کر دیا
اور معاذ بن جبل نے کہا کہ اسے لوگوں کا اور نے سے
پچھلے جلدی مت کرو یعنی بے ہوشی بات کو پچھلے
سے مت پوچھو کیونکہ مسلمانوں میں ہمیشہ ایسے
رہیں گے کہ جب ان سے پوچھا جائیگا تو درست جواب
دینگے۔ اور اسید طرح روایت ہے عرفا و قدی را او
علیٰ رضی اور ابن عباس رضی اور عبداللہ بن مسعود
دو باب کراہت سوال کے اس حادثہ میں کیا ہی
نازل نہیں ہوا۔ اور ابن عمر نے جابر بن زہرے
کہا کہ تو فقہا ہی بصر سے ہو تو فتویٰ مت دینا مگر
قرآن مطلقاً یا سنت جاری کیونکہ تو اگر اس کے
سوا کر لیا تو خود ہلاک ہو گا اور دوسرے کو ہلاک کرے
اور ابونصر کہتے ہیں کہ جب ابوسلمہ بصر میں آئے
تو میں اور حسن جبری ان کا پاس گئے اور انہوں نے حسن سے کہ

واجتمعت غفيم انارقه باكل ليد من
 الصعابة والتابعين وكان الرجل
 فيما قبلهم لا يمكن الا من جمع بين بلد
 واصحابه كان من قبلهم يجمعون في
 معرفة اسماء الرجال وارتبعت التهم على
 ما يخلص اليهم من مشكل الحال وتبطل الفرق
 او من هذه الطبقة في هذا الفن وجعلوا
 شيئا مستقلا بالتميز والاختلاف
 في الحكم بالصحة وغيره فانكشف عليهم هذا
 الدين والمناظرة ما كان خفيا من حال
 الاتصال والانقطاع وكان سفيان وكيع
 وامثالهما يجهلون غاية الاختلاف
 يتكلمون من الحديث المرفوع المتصل الا من
 الحديث كما ذكره ابو داود السجستاني
 في رسالته الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة
 يروون اربعين الحديث فاني قد منها
 بل اعم عن البخاري انه اختصر صحيحه
 ستائة الف حديث وعزل اوله اختصر
 خمسة الف حديث وجعل اجماعه من انما يروى
 حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم
 واحد من طريقه فله اصل ما لا فلا اصل له
 فكان روى عنه عبد الرحمن بن عوف
 بن عبد الله بن عوف بن عبد الرحمن بن عوف

او اهل رواية كواسي ثم سره كقهاى صحابه و تابعين
 انما رجع اليه وانتهى بشير كاشخص صرف اپنے شہر اور اپنے
 صحابہ کی احادیث جمع کر سکتا تھا اور نہ پہلے لگا سمار کیا
 کے پہلے تھا اعلیٰ کی عدالت کے مراتب معلوم کر نہیں اس
 مشاہدہ حال اور تلاش قرین پر اعتماد کرتے تھے جو ان سے
 بن پڑتے تھے او اہل روایت کے طبقہ اس فن میں جو غیب
 کیا اور لکھنے اور بحث کر نہیں اس کو مستقل شہر یا اور اس کی
 صحت وغیرہ کے حکم کر نہیں مناظرہ کے تو اس لکھنے اور مناظرہ
 کر نیے جو حال اتصال اور انقطاع کا پوشیدہ تھا وہ بظاہر
 ہو گیا۔ اور سفيان اور کيع اور ان کے مثل نہایت درجہ
 کوشش کرتے تھے پہری حدیث مرفوع متصل پر ہرگز
 کہہ ہی قادر تھے نہ پانچ بلو او جو سنانی نے اپنی خطا میں جو اہل
 کو لکھا ہوا سکا ذکر کیا ہے۔ اور اس طبقہ کے چالیس ہزار حدیث
 قریب روایت کرتے تھے بلکہ بخاری نقل بھی کر کے انہوں نے صحیح
 بخاری کو چھ لاکھ حدیثوں مختصر کیا اور ابو داود سے مروی ہو کر
 انہوں نے اپنی سنن کو پانچ لاکھ حدیثوں چھانٹا۔ اور امام احمد نے
 اپنی سنن کو میزان شہر یا جو جس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی
 جگہ یعنی جو حدیث سنن میں ہو اگر چہ اس کے ایک ہی سند ہو
 تو اس حدیث کی اصل ہو اگر سنن میں نہ ہو تو وہ اصل ہی
 غرض کہ اس طبقہ کے سردار یہ لوگ ہیں عبد الرحمن بن عوف
 اور یحییٰ بن سعید قطان اور یزید بن یارون اور عبد الرحمن بن عوف

اتصال
 ان سنان بن سنان
 کا دل سے انوکھ
 جو کہ بیزار اور انقطاع
 ۳۵
 ان سنان بن سنان
 کی کوئی راوی پوٹ
 گیا ہو ۱۶ ۱۷ ۱۸

باب المسئلة بفتح الميم ولام متبع فربما خذوا اثر
 زان الاكرو ولا اجتمعا احدا من المجتهدين اذا
 فروا عنهم في تتبع الاحاديث وبعثوا
 المسئلة حدثا لخذوا ابا ذر الجماعه من
 لصحابه والتابعين ولا يفتيه فيقوم
 قوم ولا يلبه دون بله كما ان يعقل قبله
 فان اتفق جمهور الخلفاء الفقهاء على
 فهو المعتبر وان اختلفوا في حديث اعلمهم
 وادرعهم ورجالهم ضبطا او ما شغلهم
 عنهم فزوجوا واشياكستويه قولان
 مسئله ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا
 تاملوا في عمومات الكتاب المسئلة ايما اتها
 واقتضاء اتها وحلولها للمسئلة عليها
 في الجواب وان كانتا متقابلتين في الراء
 لا بعدد من ذلك واما عند الضرورة
 على ما يخلص الفهم بطلان الصدق انه
 ليس من التواتر عن الرواة والاحكام
 ولا من البقن الذي يعقبه فيقولون
 انما كما نهنك على ذلك في بيان الصالح
 وكان هذا الهم هو مستحجة من غير الروا
 وتصبر حاتم وعن ميون هارن فاله

مسالين كولي حديث موجود هو نواديسين او كسك خلاف
 كسپري نكبادي خواه او كسك خلاف اثر خواه كسپري
 اجتماد ورو جس صورت مين احاديث كسپري تماش مين خوب
 كوشش كرتيه اور مسالين كولي حديث نپا تو احوال گروه
 صحابا و تابعين اختيار كرتيه برون قيد كسپري خاص قوم
 او كسپري خاص شهر كسپري و نسيه پهلوك كرتيه اور اكره پهلوك
 خلاه اور فقها كسپري بات پر متفق هو جائين تو اوسيك اتمام كيا
 اور اكر اختلاف كرين تو ايسه شخص كسپري حديث اختيار كرتيه
 جو علم اور درء اور ضبط مين بركم هو يا و بات اختيار كرتيه
 جو اوسه شهر هو يا و كرتيه بات ايسه كسپري و دو قول
 برابر هو تو و مسالو و قول والا كسلاتا اور اكر اسات سوي
 عاجز هو تو و عمومات قران اوسيك شادون اور اقتضاء مين
 تامل كرتيه اور سالر كسپري نظر كرتيه و ايسه مين او سچي كرتيه
 بشرطيكه دونو ظاهر مين ايك سچي هو س باب مين هو س كسپري
 قواعد پر اعتماد كرتيه كرتيه و ايسه كرتيه و ايسه كرتيه و ايسه كرتيه
 او كرتيه كرتيه اطمینان هو تا جيسه متواتر هو نيكه ميزان راويون
 كسپري شادوا و اذ كرتيه حال نيسين بركوه يقين س كسپري كرتيه
 سننه كسپري بعد كو نك و نك و نك هو تا سچي پنجه بيان حال
 صحاب مين سچي سچي سچي سچي سچي سچي سچي سچي سچي سچي
 اور يه قواعد سچي سچي سچي سچي سچي سچي سچي سچي سچي
 كرتيه مين - ميون بن مكر كرتيه مروي كرتيه و ايسه كرتيه

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

وابوبکر بن ابی شیبہ ومسدد ہام
 واحمد بن حنبل واسحق بن راہویہ
 والفضل بن عکیم رحمہم اللہ علیہم
 وھذا الطبقة فی الطراز الاول من طبقہ الثانی
 فرج المحققون منہم بعد احکام فی الروایۃ
 ومعرفة مراتب الاحادیث والفقہ
 فلیکن عنہم من الراۃ ان یجمع علی تفسیر
 من مضمون مع ما یرون من الاحادیث والآثار
 المناقضة لكل مذهب من تلك المذاهب
 ینتبعوا احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 واثار الصحابة والتابعین والجمہور علی
 قواعد حکومھا فی نفوسھم واثابینہا لک فی

کلمات یسیدہ

کان عندهم انه اذا وجد المسئلة
 وان ناطق فلا یجوز التوصل منه الی غیر
 واذ کان القرآن محتملا لوجہ فالسنة
 قاضیۃ علیہ فاذا لم یجد فی کتابہ
 اخذ بالسنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سواء کان مستفیضا دا علیہ اللفظ یا
 او یکون مختصا باھل البیت وھل بیت بطریق
 صحتہ وسواء علیہ الصحیح والفقہاء او علیہ و

اور ابوبکر بن ابوشیبہ ومسدد ہام
 احمد بن حنبل واسحق بن راہویہ
 اور علی بن عکیم رحمہم اللہ علیہم
 طبقات میں سے نقش اول ہے۔

انہیں کے محقق شخص بعد مضبوط کرنے فن روایت اور
 پہچانے مراتب حدیث کو تفکیک کر مائل ہوا دیکھ کر یہ کہ
 نہ تھی کہ گذشتہ کو نہیں کسی شخص کی تقلید پر اتفاق کیا
 تھا کہ باوجودیکہ احادیث اور آثار مخالف ہر مذہب کو ان مذہب
 سے ان کے پیش نظر تھے لہذا انہوں نے احادیث پیغمبر اور آثار
 صحابہ اور تابعین اور اقوال مجتہدین کو ان قواعد کو
 موافق بجایہ دونوں نہ کر کے تیر تحقیق اور تلاش کرنے
 شروع کیا اور میں ان قواعد کو تیسے سوڑے سے
 الفاظ میں بیان کئے دیتا ہوں۔

ان کی بیان یہ قاعدہ تھا کہ جب مسائل میں قرآن ناطق
 پایا جاوے تو اس کو دوسری چیز کی طرف پہنچا جائز نہیں
 اور جب قرآن میں کئی صورتوں کا احتمال ہو تو حدیث
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہرہ حکم ہو کر اس کو جب قرآن میں پائے
 تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کریں خواہ مشہور
 اور فقہاء میں رائج ہو خواہ کسی شہر یا کسی خانہ دان
 یا کسی خاص طریق سے مخصوص ہو اور خواہ صحابہ
 اور فقہاء نے اس پر عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جب

مَا لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَمْ يَكُنْ
 سَنَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَانظُرُوا لِمَجْمَعِ النَّاسِ فَنَذَرُهُ فَإِنْ
 جَاءَكُمْ مَالِي فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِ
 سَنَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَلَمْ يَكُنْ فِيهِ وَاحِدٌ قَبْلَكَ فَافْخَرِي
 الرَّهْمَنُ شَتَّ الشَّتَّ أَنْ تَجْعَلَ بِرَأْسِكَ
 ثُمَّ قَدَّمَ قَدَّمَ وَأَنْ شَتَّ أَنْ تَخْلُجَ
 فَتَخْلُجَ وَلَا رَأْيَ التَّخْلُجَ إِلَّا كَالْعَيْنِ
 عَنِ اللَّهِ مَسْعُومٌ فَإِلَّا عَلَى عَيْنَانَا كَالْعَيْنِ
 نَقِضْ وَلَسْنَا هَذَا كَالْعَيْنِ وَأَنْ اللَّهُ قَدَّمَ
 مِنَ الْأَمْرِ أَنْ تَقْبَلُوا مَا تَرَوْنَ نَضَعُ خِلَافَهُ
 قَضَاءً بَعْدَ الْيَوْمِ فَلْيَقْضِ فِيهِ بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ
 عَزَّ وَجَلَّ فَإِنْ جَاءَكُمْ مَالِي فِي كِتَابِ اللَّهِ
 فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ جَاءَكُمْ مَالِي
 فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ الْعَيْنُ
 وَلَا يَلِيقُ إِلَّا خَافَ لِي أَرْغُلُ الْحَرَامِ بَيْنَ
 وَالْحَلَالِ أَيْ بَيْنَ ذَلِكَ أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ
 فَلْيَجْعَلْ بِرَأْسِكَ إِلَى مَا لَا يَرِيكَ

اور اگر ایسا سالہ تھا ہے پاس آوے کہ نہ قرآن میں ہو
اور نہ آئین کوئی حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو تو جس باب
کو لوگ نکالا اجتماع ہوا سکود کھینا اور اسکی مطابق اختیار کرنا
اور اگر تمہارے پاس ایسا سالہ آوے کہ نہ قرآن میں ہو
اور نہ آس باب میں حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو
اور نہ تم سے پہلے کسی آس باب میں کلام کیا تو دوبارہ نہیں
جو نہ ہی چاہو پسند کرو اگر چاہو ہی اسے اجتہاد کر دو اگر
نہ ہو تو اسے بڑھو اگر چاہو کہ یہ کر دو دیگر وادھ میں تمہارے
حق میں دیکھنے ہی کو بہتر سمجھنا ہوں اور عبداللہ بن مسعود
سے مروی ہو کہ انہوں نے کہا کہ ہم پہلے ایک وقت ایسا گذارے ہم
حکم کرتے تھے اور نہ اس لائق تھا اور خدا کی قسم ہمارے فقہ
میں یہ لکھا تھا کہ ہم اس مرتبہ پیچو چسپتر تم دیکھتے ہو تو اس
بعد جس کسی سالنے کوئی جھگڑا پیش ہو تو آئین بہ وجہ حکم
قرآن حکم کرے اور اگر اس کے پاس وہ مسئلہ آوے کہ قرآن
نہ ہو تو مطابق اس حکم کے فیصلہ کر دو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور اگر اس کے پاس معاملہ آوے کہ نہ قرآن میں ہو اور نہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا حکم دیا تو اس فیصلہ کے بموجب حکم کر کہ اسکا
صلح نے اس فیصلہ کیا ہوا ورنہ نہ کہے کہ میں جانتا ہوں
اور میں تجویز کرتا ہوں کیونکہ حرام ظاہر ہے اور صلح بھی
ظاہر اور جو چیزیں انکے عین میں آئین شکل و شبہ جو جن
بانو عین شبہ ہو چھوڑنا اور جن کے شبہ نہ ہو انکو اختیار کر

۱۰ مقصود اگر گے پہنچنے سے پہلے
کہ انہوں کے موافق عبد السلام حاکم بن
کردار اور دیگر نے سے مراد یہ ہے
کہ جو بات عہدِ جہاد سے معلوم تھا پہنچنے
فدا و تاس کے اور اور پیر کے قریب ہو
اور تاس کے آیتوں سے قاتلین میں
یعنی خلفائے راشدین کے
ساتھ ہم جن سے قاتلین
۳۹
ہوئے عکرم کی اس
سے کہ اگر کسی
۱۱ یعنی احیاء
۱۲ مقصود یہ کہ اگر جو وہم
کہ بعض علماء کے کہ ان یا حدیث یا
۱۳ اہل علم سے نہ ضرور کہہ سکیں
۱۴ یعنی کہ انہوں اور قریب کے
۱۵ مثال ہوں ۱۶ ۱۷ ۱۸

کان ابو بکر اذا ورح علیہ الخضم نظرفی
 کتاب اللہ فان وجد فیہ ما یفصر بینہم فصر
 وان لم یکن فی کتاب عمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ سلم فذلک الامر منہ فصر بہ فان اعیاء
 خرج فسال المسلمین قال لا نلی کذا وکذا فغل
 علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصر
 فی ذلک بقضاء فرعبا جمیع الیہ النفر کلہم
 یدکر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قضاء
 فیقول ابو بکر الحمد للہ الذی جعلنا من
 یحفظ علی نبینا فان اعیاء ان یجد
 فیہ سنۃ من رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم جمیع رؤس
 الناس وخیارہم فاستأثرہم
 فاذا اجمع راہہم علی امر قضی
 وعن شریح ان عمر بن الخطا
 کتب الیہ ان جاءک شئ فی
 کتاب اللہ فاقض بہ ولا یفتک
 عنہ الرجال فان جاءک ما لیس فی
 کتاب اللہ فانظر سنۃ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فاقض بہا

۲

کہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس جب کسی مقدمہ والا آتا
 تو قرآن میں دیکھتے اگر قرآن میں حکم فیصلہ پایا
 تو اسکی موافق حکم کرتے اور اگر قرآن میں نہ تو اور حدیث
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس باب میں انکو معلوم ہوتی تو اسکی
 موافق حکم کرتے اور اگر ان دونوں باتوں سے عاجز ہو
 تو باہر نکلتے اور مسلمانوں پر چھتے اور فرماتے کہ یہ کیا
 عدلان معاملہ یا یہ کیا نکلو معلوم ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 باب میں کوئی حکم فرمایا ہو بعض اوقات انکی خدمت
 بہت لوگ جمع ہو جاتے ایک نین سے اس معاملہ
 حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرتے حضرت صدیق فرماتے
 کہ خدا کا شکر ہے جنہ ہم میں ایسے لوگ بنے جو ہم
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام یاد رکھتے ہیں۔ اور اگر اس بات
 ہی عاجز ہوتے کہ اس معاملہ میں حدیث رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم سے لی تو لوگوں کے سرداروں اور تہذیبوں کو جمع کرتے
 اونے شور مچاتے جیسا کہ کسی بات پر متفق ہوا
 تو اسکی بموجب حکم کرتے۔ اور شریح فاضل سے مروی
 کہ حضرت عمر فاروق نے انکو لکھا کہ اگر تمہارے پاس
 ایسا سالہ آوے جو قرآن میں یا تو قرآن کے بموجب
 کرنا اور اس بات نکلو لوگ منحرف نہ کریں اور اگر تمہارے
 پاس ایسا سالہ آوے کہ قرآن میں نہ تو حد
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا اور اسکی بموجب حکم

وكان ابن عباس اذا شغل عن
 الامر فكان في القرآن اخبر به وان لم
 يكن في القرآن وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم
 عليه وسلم اخبر به فان لم يكن فعن ابن عمر
 وعمران لم يكن قال فيه برأيه وعن ابن عمر
 اما تخافون ان تغدوا او تحسبوا ان
 تقولوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وقال فلان وعن قتادة قال حدث ابن
 سيرين رجلا يجلس عن النبي صلى الله عليه وسلم
 عليه وسلم فقال قال فلان كذا وكذا
 فقال ابن سيرين احذر ان عن النبي
 صلى الله عليه وسلم وتقول قال فلان كذا
 وكذا وعن الرازي قال كتبني عن علي بن
 انه لا رأي لاحد في كتاب الله وانما
 رأي الائمة فيما لو ينزل فيه كتاب ولم
 يغير فيه سنة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
 عليه وسلم ولا رأي لاحد في
 سنة منها رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وعن الامام قال كان ابيهم
 يقول يقوم عن يساره فحدثه
 عن سميع الزيات

لا بد من قول
 عن ابن عمر
 قال قال رسول الله
 لا بد من قول
 عن ابن عمر
 قال قال رسول الله

او حضرت ابن عباس جب کوئی بات پوچھی جاتی اور
 قرآن میں ہوتی تو اس کو بتا دیتا اور اگر قرآن میں نہ
 اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی تو اس کو بھیج دیتا
 اور اگر حدیث میں ہی نہ ہوتی تو ابوبکر صدیق اور عمر فاروق
 اقوال سے جواب دیتا اور اگر ان کو اقوال میں ہی نہ ملتی تو ان کو
 باب میں ایسی راہ دیتے۔ اور نیز ابن عباس منقول
 کہ تم ڈرتے نہیں کہ عتاب دے جاؤ یا زمین میں
 دھنسا جاؤ اپنے اس سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 فلاں شخص نے کہا اور قتادہ مروی ہے کہ ابن عمر
 نے ایک مرتبہ حدیث بنیہ صلیہ وسلم کی بیان کی اس مرتبہ کہ
 کہ فلاں شخص نے ایسا کیا کہا ہوں میں سیرین کہ کہا کہ میں
 جبکہ بنیہ صلیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو کہنا ہے
 فلاں ایسا کیا کہا ہے۔ اور ازراعی سے منقول ہے
 عمر بن عبد العزیز کہ کہا کہ قرآن کے حکم میں کسی کی
 رائے کا اعتبار نہیں بلکہ ایمہ کی رائے اسی صورت
 میں ہو کہ جس میں قرآن نازل ہوا ہو اور نہ حدیث
 رسول خدا صلیہ وسلم کی آئینہ وارد ہو اور جس سنت
 کہ رسول خدا صلیہ وسلم مقرر فرمایا ہو آئینہ کسی کی رائے
 اعتبار نہیں۔ اور امش سے مروی ہے کہ انہوں نے
 کہا کہ اگر ہم نخی امام بائیں طرف کھڑے ہوئے کہ قال
 میں نے ان کے سامنے حدیث بیان کی سمیع نہایت

ويعين السقطان واجمل النسخ واجمل اهلهم
 وجميع احاديث اللغة التي هي عليه بقية الامصار
 وعلما البلدان مذاهيرهم وكالحكم على ما حدث
 بما يستحقه كالمشاهدة طفاضة من احاديث
 لم يروها او طرقها اللهم يخرجوا جميعها الاول
 متافيه اتصالا او علوسا ودرية فقيهه
 او حاتم غلطه ونحو ذلك من اللطال العلية
 والاهم البخاري ومسلم وابوداود وعبد بن حبيب
 والداري وابن ماجة وابويعل
 والترمذي والنسائي والدارقطني
 والحاكم والبيهقي والخطيب والديلم
 وابن عبد البر واما اهلهم
 وكان اوسعهم علما عسدي وانفعهم
 تصنيفا واشهرهم ذكر احوال اربعة متقا
 في العصور اولهم ابو عبدالله البخاري
 وكان غرضه بجزيد الاحاديث الصالح
 المستفيض المتصلة من غيرها واستنباط
 الفقه والسيرة والتفسير منها فنهضت
 الصحيح في كل طريق بل بلغنا الصالحين
 وايضا الله صلى الله عليه وسلم في ما
 وهو يقول ما لك

اور يحيى بن سعيد قطان واحمد اسحق اور ان کے ہمسر
 اور مثل جمع کرنے احاديث فقہ کے جیسے شہر کے فقہاء اور
 علمائے اپنے مذہبوں کی بنا ڈالی ہے اور مثل حکم لگانے کے
 ہر حدیث پر جسکے وہ لائق ہے جیسے شاذہ اور فاذہ ان حدیث
 سے جو پہلے روایت نہیں کیں۔ یا مثل جمع کرنے ان
 اسنادوں کے جنکی روایت پہلے روایت نہیں کی یا میں لحاظ
 کہ سند جدیدین اتصال یا علی ہونا سنگا یا روایت کرنا
 فقیہ کا فقیہ یا حاکم کا حاکم سے اور مثل اسکے مطالب علیہ
 پائی جاتی ہیں اور اس دور کے گروہ لوگ بخاری اور مسلم
 اور ابوداود و عبد بن حمید و دارقطنی اور ابن ماجہ و ابویعلی
 اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی اور حاکم و بیہقی اور خطیب
 و ابی اور ابن عبد البر اور ان کے مثال میں۔
 اور سب سے نزدیک علم میں زیادہ وسیع اور تصنیف سے زیادہ
 تفصیل ہو چکا اور ذکر میں زیادہ مشہور چار شخص مانے ہیں ایک
 دو کو سب سے قریب ہیں۔ انیس اول ابو عبد اللہ بخاری ہیں
 جنکی غرض احادیث صحیحہ مشہور سے کہ اور حدیثوں سے علمیہ کرنا
 اور فوہ اور تفسیر احادیث سے استنباط کرنا ہے
 اسی غرض سے انہوں نے اپنی کتاب جامع صحیح بخاری کو
 تصنیف کیا اور جو شرط کی تھی اسکو پورا کیا اور ہر کوئی خبر
 ملی ہے کہ کسی نیکی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
 کہ آپ یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے کیا ہوا ہے

شاذہ اور فاذہ
 ہر حدیث کی روایت
 کے لحاظ ہو فاذہ
 بنی و سب سے قریب
 آدمی شاذہ اور فاذہ
 غیبی کہتے ہیں اور
 یہ دونوں لغویات
 ذیل میں ہیں ۱۲

۴۳

و مردود علی الارسل ^{صلی الله علیه وسلم}
 وبالجملة فلما مر هذا الفقه على هذه القواعد
 فلم يكن مشغولاً من المسائل التي تكلم فيها من
 قبلهم والتوقع في راجع الامر وجد فيها
 حديثاً مرفوعاً متصلاً ^{صحيحاً} وسلاً وموقوفاً
 او حسناً او صالحاً للاعتناء او وجب الاثر
 من اننا راينين اوساً راء الخلفاء فنفقنا
 ان مصابون فقر البلاء واستنباطا من
 او اي اواقعتنا فيفسر لهم العمل بالنسبة
 على هذا الوجه وكان اعظمهم شاكاً
 ووسعهم رواية وعرفهم الحديث فترى
 وعقهم فقر احمد بن محمد بن حنبل ^{رحمهم الله} احياناً
 رايه فكان ترتيب الفقه على هذا الوجه ^{عليه} توقف
 جمع كثير من الاحاديث والاشياء من سائر احمد
 ليكن الرجل ائمة الفقه حتى يفقه قالوا ^{حنا}
 في خمسة ائمة الفقه قالوا الرجل كذا في غايته
 المنتهى ^{منه} وراه الوقاء على هذا الاصل
 ثم ادنا الله قرأنا اخر فرأوا احوالهم فوافؤنة
 جمع الاحاديث وتبين الفقه على هذا الاصل فقرعوا
 لفنون اخرى كتبت في الحديث الصحيح ^{بين} الجمع عليه
 كبراهيل الحديث كيد بن هارون

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

اور بعض نہ مانی جائے۔

جہاں تک جہاں لوگوں نے فقہ کو ان قواعد پر ترجیح کیا تو
مسائل میں مسایل میں جن میں پیچیدگیوں کو حل کیا گیا
اور نیز میں جو خاص ان کے زمانہ میں واقع ہو گیا تھا جن
ان کو حدیث منوع متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا لاف
اعتبار کے نہ ہو یا کوئی اثر ان شیعین یا اور خلفاء کا اور سر
قاضیوں کا یا پنا یا ہو یا خود عدم یا انشراح یا انقطاع استنباط
کیا ہو یا غلط گوشت پر عمل کرنا اس صورت سے خدائے آسان کرنا
ان میں سے زیادہ عظیم الشان اور روایت میں وسیع تر اور مرتب
حدیث سے زیادہ واقف اور فقہ میں زیادہ غور کرنے والے شخص ہیں
امام احمد بن محمد بن حنبل پر اجماع بن لڑو یہ سارے فقہ کا
مرتب کرنا اس صورت پر بہت ہی حدیث اور آثار کے کچھ کرنے
منحصر ہوئی کہ امام احمد پوچھا گیا کہ ایک لاکھ حدیث میں آدمی کو
مفتی جو کیلئے کافی ہیں امام احمد کہنا میں یہاں تک پہنچ گیا
حدیث کا ذکر کرنے کی کیا گیا تب انہوں نے کہا کہ میں توقع کرتا ہوں کہ
لڑو کافی ہوں یہ علم ہو غایۃ المہنتی میں اور غرض امام احمد
فتویٰ دینا اسی قاعدہ بموجب ہے۔

اجمع الناس على تركه وما كان من اضعفا
 صرح بضعفه وما كان فيه حالة بنها
 بوجه يعرفها الخائض في هذا الشأن
 وترجم على كل بحث بما استنبط منه عالم
 وذهبه اليه ذاهب لئلا يترك صرح الغزالي
 وغيره بان كتابه كاللجج تهديهم
 ابو عيسى الترمذي وكان استحسن طبقة
 الشيخين حيث بينا وناهما وطريقة
 الي داود حيث جمع كل ما ذهبه ذاهب
 فجمع كلنا الطريقتين وزاد عليه ما بين
 مذهب الصلابة والتابعين وفتحها
 فجمع كتابا جامعاً واخصر طرق الحديث
 اختصار الطيفاف ذكر واحد
 واوصى الى ما عداه وبين امر كل بحث
 من انه صحيح او حسن او ضعيف او
 منكرو بين وجه الضعف ليوزن الطالب على
 بصيرة من امره في غير ما يصلح له اعتناء
 عماد وانه وذكرا انه مستفيض او قريب
 وذكرا من الصحابة وفقهاء الامصار
 ومنهم من يحتاج الى التسمية
 وكفى من يحتاج

كسب محدثون لئلا يترك بر اتفاق کیا ہوا ہر حد
 او غیر صحیح ضعیف تھی او کو ضعف کی تصریح کردی اور حسین
 کوئی علت تھی او کو ایسی صورت سے بیان کیا کہ نہ
 حدیث میں غور کر نرواں او کو جہاں اور ہر حدیث کا
 عنوان اور مسائل سے کیا جو کسی عالم نے اس حدیث
 نکالا ہے اور کوئی جانے والا اور طرف گیا ہے اور ہمیں وجہ
 امام غزالی اور دوسروں کی تصریح کی ہے کہ ابو داؤد کی کتاب
 مجتہد کر لئے کافی ہے یہ جو تھا شخص ابو عیسیٰ ترمذی ہے
 جسے طریقہ بخاری اور مسلم کا پسند کیا کہ انہوں نے کتاب
 کیا اور ہم نہیں چھوڑا اور نیز ابو داؤد کا طریقہ پسند کیا جسے
 سب سنی باتیں جمع کیں جو کسی کا مذہب نہیں ہند ازیر
 نے ان دونوں طریقوں کو جمع کیا اور نیز یہ اضافہ کیا کہ صحابہ
 اور تابعین اور فقہاء اسرار کو مذہب ہی بیان کر فرما
 ایک کتاب جامع بنائی اور طرق حدیث کو لطف کر ساتھ
 مختصر کیا یعنی ایک لکھ کے ماسوا کی طرف اشارہ کر دیا اور
 ہر حدیث کا حال کہ صحیح ہے یا حسن یا ضعیف یا منکر
 بیان کر دیا اور وجہ ضعف کی ظاہر کر دی تاکہ طالب اپنی
 معاملہ میں کئی شناخت ہو اور قابل اعتبار کو غیر متبرک
 پہچان لی اور یہ بھی ذکر کیا کہ حدیث مشہور ہے یا غریب
 اور مذہب صحابی اور فقہاء کی تصانیف بیان کئے اور حکام
 اپنے کی ضرورت تھی اور مکان لیا اور کئی کثرت کی حاجت تھی

اشتغلت بفقہ محمد بن ادریس و ترک
 کتابی قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وما کتابک قال صحیح البخاری و لم یکن
 من الشهرة والقبول درجہ لازم
 فوقها و ثانیہم مسلم النیسابوری و یحییٰ
 بن خریز الصحاح المجمع علیہما بین المحدثین
 المتصلة المرفوعة ما یستنبط منه
 السنة و امر ان تقر بہا الی الازہار و تھیل
 الاستنباط منہا فرتبہ تبایجہ و جمیع
 کل حدیث فی موضع واحد لیتضح الاختلاف
 للمتون و تشعب الاسانید ما یرحم ما یکون
 و جمع بین المختلفات فلیدع لمن له معرفة
 بلسان العرب عذر ان فی الاعراض عن السنة
 الی غیرہا و ثانیہم ابوداؤد السجستانی
 و کان جمیع الاحادیث التي استدل
 الفقہاء و دارت فہم و بنی علیہا
 الاحکام علماء الروم صار
 فصف سنہ و جمع فیہا الصحیح
 والحسن واللائن الصالح
 لعل قال ابوداؤد و داؤد کون
 فی کتابی حدیثا

۴۴

کہ محمد بن ادریس یعنی امام شافعی کی نقد میں مشغول ہو
 اور میری کتاب کو تو نے چھوڑ دیا اور غرض کیا یا رسول اللہ
 آپ کی کتاب کو کسی نے اپنے فرمایا کہ صحیح بخاری۔ اور قسم ہے کہ یہ
 کتاب اس قدر قبول اور شہرت ہوئی کہ اس سے زیادہ نہیں
 ہو سکتے۔ و موسر شخص مسلم نیشاپوری ہے جس نے یہ تصنیف کیا
 کہ صحیح حدیثوں میں وہم متصل کو بجز محمد ثور کا اتفاق ہے
 اور جن سے سنت مستنبط ہوتی ہے جدا کر دی اور
 ارادہ کیا کہ ان احادیث کو لوگوں کی سمجھ کے قریب
 اور انہیں مسائل کا لگانا آسان کر دے اس لئے کتاب کی
 ترتیب بہت عمدہ رکھی اور ہر حدیث کی سند میں ایک جگہ
 آکر ہا کر دیں تاکہ اختلاف میں اور تفرق اسناد کا زیادہ حرج
 نہ واقع ہو جاوے اور مختلف حدیثوں میں مطابقت کر دی ہو
 کہ جو شخص زبان عرب جانتا ہو اس کے لئے اس میں کوئی عذر
 نہیں چھوڑا کہ سنت کو دوسری طرف منہجیر تفسیر
 شخص ابوداؤد سجستانی ہے اس کا مقصد ان احادیث
 کا جمع کرنا تھا جن سے فقہانے حجت بکبریٰ ہے اور وہ
 حدیثیں اوغین ربیع بن ادریس شہر دکن کے علمائے
 او نہر حکام کی بناوٹی ہیں اس غرض سے اس نے
 اپنی سنن کو تصنیف کیا اور اوس میں احادیث صحیح
 اور حسن اور ضعیف قابل غل کو درج کیا ابوداؤد
 قول ہے کہ یہ نہایت ہی کتاب نیک کو ہی ایسی حدیث تھیں

قدم اصحابهم فيا تو نكم فيستلونكم
 عن الحديث فاقولوا الرواية عن
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن
 عون كان الشعب اذا جاءه شيء اتفق
 وكان ابراهيم يقول اخرجهم اراهم الله
 فوقع تدوين الحديث والفقهاء المسائل
 من حاجتهم بموقع من وجه اخر وذلك ان
 لم يكن عندهم من الاحاديث الا ما لا يقدرون
 على استنباط الفقه على اصولها الخ لاختلاف
 اهل الحديث ولما تشترح صدورهم النظر في
 اقوال علماء البلد اجمعها والجمع فيها
 واتسوا الفقه في ذلك كانوا يعتقدوا
 فائدهم اهم في الهجرة العديدة للفقهاء
 وكان في وجههم ميل شئ الى اصحابهم كما قال
 علماة هل حدثهم ان ثبت عن عبد الله قال
 ابو حنيفة ابراهيم فقهنا سألوا لولا فضل
 لقلت علقه افع من ابرع وكان عندهم
 افطأوا الحديث وشرعوا انشا الدهر من شئ
 طائفة من على تخييرهم جواب الباسا لعل اقول
 اصحابهم وكل ميسر لما خلق له
 وكل حزب بما لديهم فرحون

آپ کے صحابی تشریف لائے غرض کہ تمہارے پاس آگئے مدینہ
 پوچھیں گے تو تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کم کرنا۔ ابن عون نے
 کہا ہر کہ شیعہ کا دستور تھا کہ آپ کے پاس حجت کی سالتا تو وہ
 نہ دے کرتے اور ابراہیم غمی کہہ دیا کرتے۔ ان آثار کو اس طرح روایت
 کیا ہے۔
 اصل یہ کہ حدیث اور فقہ و مسائل کے مجمع ہونے سے دوسری طرح انکا
 مطلب نکلا کیونکہ وہ لوگ آپ کے پاس احادیث اور آثار مقرر نہ تھے
 جس سے ان مصل کے مطابق کمال حدیث اختیار کیے ہیں فقہ کا
 استنباط کر سکتے اور شہر کے علماء کے اقوال میں نظر کرتی اور انکو
 جمع کرنے اور انکو تحقیق کرنے پر ان لوگوں کا دل نہ تھا اسباب میں
 آپ کو انہوں نے متم جانا اور اپنے اماموں کے بارہ میں اعتقاد رکھا تھا
 کہ وہ تحقیق کے اونچے درجہ پر ہیں اور ان کے دل اپنے ساتھ
 کی طرف زیادہ مائل تھے چنانچہ علقہ نے کہا تھا کہ کیا کوئی صحابی
 عبد اللہ بن مسعود بھی ثابت ہو اور امام ابو حنیفہ کہا تھا کہ
 ابراہیم غمی سالم کی نسبت زیادہ فقیہ ہیں اور اگر تفصیل
 ہونے کی نہ ہوتی تو میں یہ کہتا کہ علقہ ابن عمر سے زیادہ فقیہ ہیں
 اور انکو زیر کی اور ان کا اور تیری ذہن کی ایک بات دوسری کی
 طرف انتقال کرنے میں ان قدر متم تھے جس سے جواب مسائلوں کا
 اپنے استادوں کے اقوال کے بموجب نکال سکتے تھے اور
 ہر ایک شخص کے لیے وہی چیز سامان ہوتی اور جس کے لئے وہ
 پیدا ہوا اور ہر گروہ اپنے اپنے پاس کی چیز سے خوش ہیں

۲۱ بقول ابن عساکر
 ۲۲ من فضل شیعہ میں
 ۲۳ غمی کا
 ۲۴ بقول ابن عساکر
 ۲۵ اس میں فہرست
 ۲۶ حسین یہ کہا تھا غمی
 ۲۷ صفوہ ابن مالک کا بیٹا

الى الكنية ولم يدع خفاء
 لمن هو من رجال العلم
 ولذا يقال انه كاف
 للجهل مغنٍ للمقلد
 وكان بازاء هو لا في عطرك
 وسفيان وبعد هم قوم لا يكرهون
 المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون
 علم الفقه بناء على دين فلا بد من اشاعة
 ويهابون رواية حديث النبي صلى
 الله عليه وسلم والرفع اليه حتى قال
 الشعبي علي من دون النبي صلى
 الله عليه وسلم احب الينا فان
 كان فيه زيادة او نقصان كان
 علي من دون النبي صلى الله عليه وسلم
 وقال ابراهيم قوله قال عبد الله قال
 علقمة احب الينا وكان ابن مسعود
 اذا احتد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ترد بوجهه قال هلكه او نحو هلكه او نحو
 وقال اعجزني بعثت دهم ان الانصاء الى الله
 انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لم يزلوا
 بالقرآن فياوتكم فيقولون قد اصابنا

۴۶

اسکی کنیت بیان کی اور جو لوگ مرومیدان علم ہیں
 اونکے لئے کہہ چپا نہیں رکھا اور اسی وجہ سے کہتے
 ہیں کہ جامع نزدیکی مجتہد کے لئے کافی اور تعلیم کر سکا
 کے حق میں بس ہے۔

اور ان لوگوں کے مقابل زمانہ مالک و سفیان میں اور بعد
 انکے کہ ایسے لوگ تھے کہ مسائل کو کمرہ نہ جانتے تھے اور نہ
 فتویٰ دینے سے ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ دین کی بنا فقہ
 پر ہو اسی وجہ اسکا شائع کر حضرت زری اور حدیث پیغمبر صلعم
 کی روایت کرنے اور اپنی طرف مرفوع کرنے سے ڈرتے تھے
 یہاں تک کہ شعبی نے کہا کہ جو لوگ بعد پیغمبر صلعم کے ہیں انہیں
 حدیث کا موقوف ہونا ہمارا نزدیک زیادہ محبوب ہے
 کیونکہ اگر حدیث میں زیادتی یا کمی ہو تو وہ اُسی پر رہے
 کہ پیغمبر صلعم کے ہی اور اگر پیغمبر نے کہا کہ قول عبد اللہ
 کا اور قول علقمہ کا ہوں زیادہ محبوب ہے اور ابن مسعود
 جب رسول خدا صلعم سے حدیث بیان کرتے تو انکا چہرہ
 ہمیت سے متغیر ہو جاتا اور یہ کہتے کہی طرح فرمایا ہے
 یا اسکے قریب یہی الفاظ ہیں یا مانند انکے۔ اور عمر فاروق
 نے جب ایک قوم کو انصاریں سے کوفہ کی طرف روانہ
 کیا تو فرمایا کہ تم کوفہ میں ایسی قوم کے پاس جاؤ
 کہ قرآن پڑھ کر دانتوں سے روتے ہیں وہ تمہارا
 پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ صاحب محمد صلعم آ۔

على انه في نفسه متصل صحيح فان مثله
انما يصار اليه عند التعارض فكذلك
فلان احفظ الحديث فلان من غيره
فيرجحون حديثه على حديث غيره ذلك
والكان في الخبر الف وجع من الجحش وكان
اهتمام جمهور الرواة عند الرواية بالمعنى
برعوس المعاني دون الاعتبارات التي
يعرفها المتعمقون من اهل العربية
فاستدلوا لهو بخلافه والواو و
كلمة واخذها ونحو ذلك من التوقيف
فتقدير ما يعبر الراوي الاخر عن تلك
للقصة فيا في مكان ذلك الحرف بحرف
اخر الحق ان كلاما في الاو فظهر ان
الذي عليه السلام كان يظهر تحت اول الحرف
ولا ينبغي لمخرج ان يخرج قوله لا يفيد
نفس كل اصحاب لا يفيد منه اهل الف
والعلماء باللغة ويكون ذلك على ما
اوجله نظير المسئلة عليها مما يختلف فيه
اهل الوجه وتتعارض الاكابر ولا يصحح
عن تلك المسئلة بها المحملو النظر على النظر
لما منع وبها ذكر واوله غير ما خرج
هو وانما جاد الخرج

حالات کہ وہ حدیث بذات خود متصل صحیح ہو اور اس جیسے بات یعنی شہدائے قطع کی طرف منفرع و قاصر و وقت جایا کرتے ہیں۔ اور مثلاً محدثین کا یوں کہنا کہ فلاں شخص غفلان کی حدیث بہ نسبت غیر کے زیادہ یاد ہے اس وجہ اول کی شدت کو دوسری کی حدیث پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ دوسرے میں ہر وجہ سے ترجیح ہو۔ اور سب راویوں کا اجماع روایت بالمعنی ہے کہ وقت اصل معنی پر ہوتا تھا نہ اون اعتبارات پر کہ اہل عربیت کی تکلف کر رہے تھے اور مگر جاتی میں مثلاً حرف اور اواد اور ایک کلیہ کی تقدیم و تاخیر وغیرہ حجت پر کہ داخل تکلف ہے کیونکہ اکثر دوسرے راوی اسی قصہ کو بیان کرتے تھے اور اس حرف کی جگہ دوسرے حرف لاتا ہے۔ اور یہ ہے کہ جو کچھ راوی ذکر کرتا ہے ظاہر ہے کہ وہ پسینہ صلیب کا کلام ہے تو اگر دوسری حدیث یاد دوسری دلیل ظاہر ہو تو دوسری طرف رجوع کرنا واجب ہو۔

اور ترجمہ والیکو مناسب نہیں کہ ایسا قول نکالے کہ ابنا سائڈ کے کلام کا مقصود ہوا اور اس کلام سے غور دل و لغت دان قول کو سمجھیں اور ترجمہ مناسطہ کرنا ظہر مسالہ کو مسالہ مجموعہ کرنا ایسا جو حسین ابنا علی اختلاف رکھتے ہوں اور راہین دوسرے کے خلاف ہوں اور اگر بالفرض اس کا واسطہ دوسری مسالہ چھپا جائے تو شاید کسی نام کی حرکت وہ ظہر کو ظہر مجموعہ کرنا کہ وہی علت بنیاد اس علت کو کہہ دے اور نکالی ہے اور ترجمہ اس وجہ سے ہو

۱۔ جب کسی ایسے
فرخ چکر لگا کر تین دو دنوں
میں کوئی نصف سیر
یا ایک سیر کا
میں اسی علت کو
نہایت سے بین ۱۱ ۱۲

فمنهم من يقل من ذلك و
منهم من يكتم من ذلك فلا
ان يعل او واحد بالو كما يفعله عامة
الفريقين واما الحق المجتهد بطابق لهما
بالاخر وان يجبر خلع كل الاخر و ذلك قول
الحسن البصري سننكم الله الذي
لا اله الا هو بينهما بين الفاعل والجا في
فمن كان من اهل الحديث ينبغي ان يعرض
ما اختار و ذلك ليعلم ان المجتهدين
من التابعين ومن بعدهم من كان من
اهل التخير ينبغي له ان يحصل من السنن
ما يجتزئ به من مخالف الصريح الصحيح من
ان يقول بانه ما فيه حديث او ان يقول
الطائفة ولا ينبغي له ان يتعمق في
القواعد التي احكمها اصحابنا
ولست مما نص عليه الشارع في
حديث او قياسا صحيحا كرواية ادنى
شائبة الارسال والا لقطع كما
فعله ابن حزم مرد حديث تحريم
للعازف لشائبة الاقطاع
في رواية البخاري

من مننا من قال
كفتم كمالا
اور مننا من قال
كفتم كمالا
اور مننا من قال
كفتم كمالا
اور مننا من قال
كفتم كمالا
اور مننا من قال
كفتم كمالا

۵۰

بعض کلام فقہاء کو کہتے اور حدیث کو زیادہ اور بعض کو
فقہاء کو زیادہ کہتے اور حدیث کو کم کہتے پس یوں مناسب ہے
کہ ان دونوں طریق میں ایک کو بالکل چھوڑ دین چاہیے کہ وہ
فریق کے عوام کرتے ہیں بلکہ حق خالص بھی ہو کہ ایک
دوسرے مطابق کریں اور ایک کی کدوسرے سے ملتا ہے
یہی مرد اس قول حسن بصری رحمہ اللہ کہ کتم اس حدیث کا کہ
کہ کوئی معبود برحق اس کے سوا نہیں کہ تمہاری سنت
کی درمیان ہو یعنی غلو کرنا اور جفا کار کے درمیان ہو
یہ کہ اہل حدیث کو چاہئے کہ جس چیز کو خود اختیار کیا ہو اور
مذہب بنایا ہو اسکو تابعین اور کتب بعد کو مجتہدوں کی رائے
پیش کریں اور اہل تخریج کو چاہئے کہ احادیث میں وہ
بہم پہنچا جسکے سبب حدیث صحیح کی مرید مخالفت ہو
اجتہاد باب میں کہ حدیث یا اثر موجود ہوا وہیں اپنی
بہرہ لگانے سے احتراز کریں اور کسی محدث کو مناسب ہے
کہ ان قواعد کے استعمال میں جو محدثوں نے مستعمل کیے
ہیں اور شارع نے اونکے تصریح نہیں کی اتنا مبالغہ نہ
کہ اس کسی حدیث یا قیاس صحیح کو نہ مانے مثلاً
ماننا اس حدیث کا جس میں تھوڑا سا شک مرسل
ہونے اور منقطع ہونے کا ہو جیسے ابن حزم کہ کیا
کہ حدیث حرمت باجی گاہ کے نہیں مانے اسکو
کہ بخاری کی روایت میں منقطع ہونیکا احتمال ہے

ووجدت هذين اللغويين على ما بينهم
 من التباين في المجلدين والتفادس في البين
 وعموم الحاجة من بعضهم الى بعض
 وشغل الفاقة اللازمة لكل منهم الى صاحبه
 اخوانا متهاجرين على سبيل الحق بلزوم
 التسامح والتعاون غير متظاهرين فاما
 هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والثر
 فان لا اكثر من منهم انما هم الروايات
 وجمع الطرق وطلب الغريب الشاذ
 من الحديث الذي اكثره موضوع او
 مقلوب لا يعون المتن ولا يفهمون
 المعاني ولا يستنبطون هم ولا يستخرجون
 دكا زها وفقهها وبنما عابوا الفقهاء
 وتناولهم بالطعن او اعوهم في لغة المتن
 ولا يعلمون انهم عن ملهم ما انهم العلم قاصرون
 وبسؤال القوم فيهم المتن واما الطبقة الاخيرة
 وهم اهل الفقه والنظر فان اكثرهم لا يعرفون
 من الشرائع الا قلة واليها راي يروى صحيح من
 سقيمة ولا يعرفون حديثه ولا يثبتون ما بلغهم
 منها فيجوزون على حصصهم اذا وافق هذا
 التي يتخلوون ووفقا لرايهم التي يعتقدونها
 وقد اصطلحوا على موضوعة بينهم

اور بين ان دونو فرق کو کچھ مرتبہ ایسے پاس و دست
 ایسے قریب اور حاجت ایک دوسرے کو عام اور خصوصیت
 ہر ایک کی دوسرے کی گئی ہوئی ہے ایسے بھائی یا کچھ بہن
 مرد اور عورت کو نیکو جو راہ حق میں لازم ہو چھوڑ کر اور کچھ
 ایک دوسرے کی پشتی نہیں کرتے طبقہ اہل حدیث و اہل کتاب
 یہ ہر کدوئین اکثر کی کوشش و تیر و نگاہ بیان کرنا اور نہ کدو
 اگر کرنا اور غریب و شاذ کو اس حدیث سے تلاش کرنا
 ہر جگہ اکثر موضوع یا مقلوب ہے یہ لوگ نہ الفاظ حدیث کا
 لحاظ کریں اور نہ معانی کو سمجھیں اور نہ انکی راز کو استنباط
 کریں اور نہ انکی وضع و رفق کو لکھیں اور بعض اوقات
 فقہا پر عیب لگاویں اور طعن سے انکو برا کہیں اور انکی
 مخالفت سنت کا دعویٰ کریں اور یہ نہیں جانتے کہ حدیث
 علم فقہ کو دیا گیا وہ خود اس قاصر ہیں اور فقہا کو برا
 سے گنہگار ہوتے ہیں اور دوسرے طبقہ اہل فقہ و نظر کا
 یہ حال ہے کہ انہیں سے اکثر حدیث کی طرف کتر ہی
 میل کرتے ہیں نہ صحیح کو ضعیف سے جدا کریں اور
 نہ کمرے کو کمرے سے پہچانیں اور جو حدیث انکو پہچانی ہو
 اس کو مخالف پر حجت لائیں کی پروا نہیں کرتے نہ بشرطیکہ
 جن مذاہب کے وہ پابند ہیں حدیث مذکور کے موافق
 ہو اور نیز انکے رایوں کے مطابق جنکے وہ عقیدہ
 ہیں اور آپس میں اس قرار اور پراصلی شہرانی

علی روایت المزنی والربع بن سلیمان
 المرادی فاذا جاءت رواية حرملة
 والبحری واما لهم لم يلقوا اليها
 ولم يقدروا في افاويله على هذه الحادثة كل
 قوة من العلماء في احكام ما اشتهر
 واستاذ بهم فاذا كان هذا داهو كانوا
 لا يتفقون في هذه الفروع وروايتهم عن
 هؤلاء الشيوخ العيا لوثيقة والثبت فليفت
 يجوز لهم ان يتسائلوا في الامور والخطب
 الاعظم وان يتواكوا الرواية والقتل
 حرام الام لائمة وسواب العزة الوجوب
 حكمه لائمة طاعة الذي يجب علينا
 التسليم لحكمه والالتقاء له من حيث
 لا يجز في النفس احكاما مقضاه ولا في
 صلواتنا غدا من شئ ابرمه وامضاه الائم
 اذا كان للرجل ان يتسائل في امر نفسه
 وبساح غرامة في حقه فلاخذ منهم
 الزيف ويقض لهم ما يحب هل يجوز ان
 يفعل ذلك في حق غير اذ كان تابعا له
 الطعيف ووصي اليتيم وكول النفا وهل يكون له
 خلاف منه اذا فعله الخيانة للعهد انما الله

صرف مزنی اور ربع بن سلیمان مروی کی روایت
 مستحسنت ہے میں اور اگر کوئی روایت حرملہ و بحرئی اور ابن
 حبیب کے آوی تو او کی طرف التفات نہیں کرتے اور
 نہ اقوال شافعی میں اسکو شمار کریں اسطرح علما کو
 ہر فرقہ کی عادت اپنا مانو اور استادوں کو احکام میں ہر
 اور جس صورت میں کہ ان کو گونا گونا دستور قاعدہ ان فروشا
 کہ معاملہ میں اور اپنی استادوں سے انکو مروی ہو میں یہ ہر کہ
 بدون اعتماد اور پکی کونفا نہیں کرتے تو انکو کیجا رہو
 کہ امر ضروری اور باری کام میں سستی کریں اور روایت
 اور نقل اماموں کی امام اور رسول بیا لغت کو دوسرے نہیں
 چھوڑیں جس رسول کو حکم کو ماننا اور انکی فرمانبرداری چھوڑ
 ایسی طرح واجب ہو کہ جن بات کا وہ حکم کو دین اور اس اپنے
 دلو میں تنگی نہ پائیں اور جس حکم کو وہ نافذ اور جاری فرمائیں
 اور اس کے پاس سینہ نہیں کچھ کہیں نہ بھلا دیکھو تو حیا دی
 اپنے معاملہ میں سستی کرے اور اپنی فرسخا ہونے اپنی میں شہم
 پوشی کرے کوئی ماوی سے کہوٹے وام فرض اور واجب نام کو
 اور کرے تو ایسے آوی کو کہیں جایز ہو کہ یہ بات دوسرے کے
 حق میں کرے جسکی طرف سے نائب ہو مثلا کسی ضعیف کا
 ولی اور یتیم کا وصی اور غایب کا وکیل ہو یہ بات
 اسکو ہرگز جائز ہوگی اور اگر ایسا کرے گا تو بجز اس کے کہ یہ فعل
 عہد میں خیانت کرنا اور دھوکہ دینا ہو اور کیا ہوگا

فی قول الخبر الضعيف والحدیث المنقطع
 انه كان ذلك قد اشتهر عندهم
 وقعا وترى اللسان فيما بينهم من غير
 فيه اذ يقين عدم به فكان ذلك
 زلت من الراى وعيناه وهولاء وقفا
 الله وایا هم لوجه لعمد واحد من رؤساء
 مناهم هم وزعماء فله قول یقولہ
 من قبل نفسه طلبوا فيه الثقة واستقر
 له العهد ففقد اصحابا مالک ليعتمدون
 في مذهبه الا ما كان من رواية ابی القاسم
 والاشبه من انما من نبال اصحابه
 فاذا جاءت رواية عبد الله بن عبد الله
 واصحابه لم یکن عندهم طائفة وتروى عن
 ابی حنیفة لا یقبلون من الرواية عنه الا ما
 ابو یوسف ومحمد بن الحسن العیونی
 من اصحابه والوجهة من تلمذته
 فان جاء هو عن الحسن بن زیاد
 اللؤلؤی و دونہ رواية قول
 بخلافه لم یقبلوه ولم یعتدوه
 وكذلك تجد اصحاب الشافعی
 انما یعولون فی مذهبه

۵۴

کثر ضعیف اور حدیث منقطع و سوت پذیرا ہوگی کہ ہمارے
 اصحاب کے پاس مشہور اور ان کے درمیان زبانوں پر مذکور
 ہوگی کوئی پختگی یا علم یقین اور یقین نہ تو یا اصطلاح
 رائے کے لغزش اور جہالت ہو۔ اور اگر ان کو کوئی کسب
 خدا ہوا اور ان کو توفیق عنایت فرما دیا تو مذہب کے کسب
 اور ملت کے کسی عظیم کا ایسا قول نقل کیا جا کہ اور نہ خواہ
 اپنے جہاد سے اور سکو کہا ہو تو اور یقین راوی ثقہ کی
 تقیض کرتے ہیں اور اس بری الذمہ ہوا چاہے
 مثلاً مالکیوں کو دیکھو گے کہ امام مالک کے مذہب
 میں وہی معتبر جائیں گے جو ابن قاسم اور اشعث و ابن
 حبیب بڑے بڑے اصحاب مالک کی روایت ہوا اگر کوئی
 روایت عبد اللہ بن عبد الحکم اور اسکے ہمسر کے آجائے
 تو ان کے نزدیک معتبر نہ ہوگی۔ اور ایسے ہی امام ابو حنیفہ
 کے تابعین وہی روایت امام کی قبول کرتے ہیں جسکو
 ابو یوسف اور محمد بن حسن اور امام کریم بڑے شاگردوں
 اور حلیوں تلامذہ نے نقل کیا ہو اور اگر ان کے پاس
 کوئی روایت حسن بن زیاد کوئی اور اس سے
 کتر شخص کے آوے جو پھلی روایت کے خلاف ہو
 تو اس کو پذیرا اور معتبر نہ کہیں گے۔ اور
 ایسے ہی امام شافعی کے تابعین کو
 دیکھو گے کہ شافعی کے مذہب میں

والله المستعان انھي كلام الخطابی
باب في فضل الناصر المائۃ الرعینا
 سبب الاختلاف بين الاول والآخر
 في الدنيا الى مد من المذاھب وبيان
 سبب اختلاف بين العلماء في كونهم من
 اهل الاجم والاطلاق واهل الاجتزاء في الدين
 والفرق بين هاتين المذھبتين
 واعلم الناس كافا في المائۃ الاولى
 والثانية غير معتمد على التقليد بل على
 عينه قالوا بطال المذھب وتوت الفتن
 في الدين والجموعات محدثة والقول بقاء
 الناس والعقائد بمن العباد من الناس واتخاذ
 قوله والحكاية له في كل شيء والفتنة على مذهب
 فيكون الناس قد بلغوا ذلك في القرنين الاول
 والثاني انھي بل كان الناس على درجتين
 العلماء والعامة وكان من خبرا انھي كانوا
 في المسائل الاجمعية القول باختلاف المذھب
 او يجمع المذھب في القول بالاجمعية الشرع
 وكانوا يعلمون بصفة وضوء الغسل والحكماء
 الصلوات والزكاة ونحو ذلك من الامام او معلمي
 فيستوطن ذلك او لا وقت وانما استغنى

اوراب خدا ہی سے مدد رکھا اور پورا ہوا کلام خطابی کا
باب اہل دین کو گونگے حال کے ذکر میں جو پچھٹی صدی
 سے پیشتر ہوئی اور اس اختلاف کو سبب بیان میں جو
 پہلویں اور پچھلون میں کسی مذہب کی طرف منسوب ہو
 اور نہ ہونے میں ہوا اور نیز علماء کا اس اختلاف کے سبب
 بیان میں کہ بعض مجتہد مطلق ہو اور بعض مجتہد فی المسائل
 اور ان دونوں مرتبوں کے فرق کے ذکر میں۔

جانتا چاہئے کہ پچھلی اور دوسری صدی میں لوگ
 ایک مذہب معین کی تقلید پر متفق نہ تھے چنانچہ اہل
 اہل نے توت الفتن العلوہ میں کہا ہے کہ میں اور مجری سب
 نئی نئی ہوئی ہیں اور گونگے اقوال کا بیان کرنا اور ایک
 شخص کے مذہب پر فتویٰ دینا اور اس کو قول کو اختیار کرنا اور
 پچھلیوں اور اس کی نقل کرنی اور اس کے مذہب پر اعتماد کرنا اول
 دوم وقرنوں میں لوگوں کا دستور تھا عام ہوا قول و بطال کا۔

بلکہ لوگ اس وقت و درجہ پر تھے علماء و عوام عوام کا خیال
 تھا کہ مسائل انعامیہ میں جنہیں مسلمانوں نے اندیجہ پر مجتہد
 کے دیر بیان اختلاف تھا پھر شیعہ کے کسی کی تقلید نہیں کرتے
 اور کیفیت وضوء و غسل کی اور نماز اور کوفہ وغیرہ کے
 احکام پر باب داؤد یا اپنے شہر کے پڑا یا نہواں سے
 سیکھتے تھے اور اسی پر چلتے تھے اور جو کوئی عداوت
 اجنبی واقع ہوتا اسکے بارہ میں جس منفی کو پاتے

فہذا اذک الملعان حیر واما عبار مثل
 ذکر اقل الحسب و عدا حرق الحق
 واستطال الذی فی ذلک الخلف ولجوا لخالۃ
 النیل فاختصر طریق العلم واقصر واسقف
 وحروف منزعة من معانی اصول
 الفقہ سمو حلا وجعلوها شعرا
 لا تشبہوا الذر سحر سحر العلم واخذوها
 جنة عند القلہ خصمہو ونصبہو درثیۃ
 الخوض والجلال تینا ظرون بھا وتراکھون
 علیہا وعند التصادعہا قد جعل اللغاب
 بالحق والتبذیر فهو الفقہ المذکور
 عصرہ رئیس العظم فی بلد ومصرہ هذا
 وقد تزلزل الشیطان حلقہ لطیفہ وبلغ
 مکیۃ بلیغۃ فقال لھذا الذی فی الذی علم
 قصیر یضہا حقا وافتی ببلغ الحق والکفا
 فاستعینو علیہ بالکلام وصلوہ بالمقطعا
 منہ واستظهرہ باصول الشکاکین
 یتبع لہم من الخوض عجا النظر فی
 علیہم الیس وظنہ اطاعہ کثیر منہو استعوا
 الا وبقیام اللومنین فالرجال والعقول
 بذلک یحییٰ وایضہم الشیطان علیہم

پس یہ تصور ہی بہ خواہ آنکھ سے دیکھو یا دل سے پر کرو
 لیکن کچھ لوگوں نے شایطین حق کو شکل دینا اور جرم و مافی
 پانکی مدت دراز سمجھی اور مقصود حاصل کر نہیں جلد ہی
 کی اس غرض سے طریق علم کو مختصر کیا اور چند امور پر لکھا گیا اور
 کچھ باتیں معانی اصول فقہ سے نکال کر اونکا نام صل
 اور علم کو پانچوں سواروں میں داخل ہو گئے لیکن باتوں کو باہمی
 پہچان مقرر کی اور مخالفوں کو مقابلہ کی وقت او کو پیر کیا اور جنگ
 جدال میں اونکو مٹی بنا کر ادا کر دی باہم مناظرہ کرتے ہیں اور
 اول ہی پر ہر ہار پانکی ہوتی ہے اور ان باتوں کے مناظرہ کو پیر
 کی وقت جو غالب ہوتا ہے اور سپریری کی اور فیت کا حکم لگتا ہے
 یعنی پانچ وقت میں فیض مشہور اور پانچو شہرین بزرگ میں سے
 اور سپرہ یہ ہر کہ شیطان نے چپکے سے ایک لطیف جملہ اونکا
 لٹو لٹکا لٹا اور بڑا دیکھنا یعنی اونکو کہا کہ پیر تمھارے پاس
 یہ علم کم اور متاع کا سد ہی حاجت اور کفایت کو دانی
 نہیں اسپر علم کلام کی مدد اور کچھ علم کلام اسپر
 کاٹھوا اور متکلمین کے اصول سے قوت بہرہ پہنچاتا کہ
 آدمی کو غور کی راہ اور فکر کو لان گا دیکھنے غرض کہ شیطان
 نے اپنا خیال اونپر سچا کر دیا اور سنو سنو کا ایک فریق کے
 سوا بہتوں نے اسکی اطاعت اور پیروی کر کے مودوں
 اور اونکی عقلوں سے حیرت ہو کہ شیطان اونکو کہاں لے جاتا ہے
 اور بہرہ دانی اور مقام ہدایت سے کہاں بھگاتا ہے۔

كذا الامامين القميين ابى يوسف
 وعنه بن الحسن منهم من حصل له
 معرفة القرآن والسنة ما يمكن به من معرفة
 أصول الفقه واثم مسائله بادلها التفصيلية
 حصل له من غايات الای بعض المسائل التي
 ادلتها وتوقف بعضها واختبر في ذلك في
 العلماء اذ لم يتكامل له الادوات كما يتكامل
 المجتهد المطلق فهو مجتهد في البعض غير مجتهد
 البعض وقد تواتر عن الصحابة والتابعين ان
 اذ بلغوه احدیث یعلمون به
 من غير ان يدروا شرطاً وبعد
 المائتين ظهر فيهم التذهب
 للمجتهدين باعيانهم وقل من
 كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه
 وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان بسبب
 ذلك ان المشتغل بالفقه لا يجوز جالدين
 احدهما ان يكون اكده معرفة المسائل
 الفقهية قد اجاب فيها المجتهدون من قبل من
 ادلتها التفصيلية وتقدمها وتقيم ما خد
 وبرجيم بعضها على بعض وهذا امر حليل لا يتم
 له الا بالام تيا من ذلك فتمت فز المسائل

جیسے حال دوا امامون پیشوا ابو یوسف اور محمد بن حسن
 کا ہو۔ دوسرے وہ عالم تھے جنکو قرآن اور حدیث ہند
 معلوم تھے کہ اوس فقہ کی جڑ اور اسکی اصلی مسائل
 تفصیل و دلیل کے ساتھ پہچان سکیں اور بعض مسائل
 پر دلیل کے ساتھ غالب رائے حاصل ہو جاوے اور
 بعض مسائل میں توقف کریں اور علماء کے مشورہ
 کے محتاج ہوں کیونکہ ان کے پاس پورا سامان نہیں ہے
 مجتہد مطلق کے پاس ہونے میں تو اس قسم کا عالم بعض
 مسائل میں مجتہد اور بعض میں غیر مجتہد ہوگا۔ اور صحابہ
 اور تابعین سے متواتر ثابت ہو کر جب انکو کوئی حدیث پہنچی
 تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اس پر عمل کرتے اور بعد
 دوسروں کے لوگوں میں مجتہدوں کا نہ ہر سبقتیا کرنا
 ظاہر ہوا اور ایسی کم آدمی تھے کہ مجتہد معین کے مذہب پر
 اعتقاد رکھتے ہوں اور اسوقت میں پابندی مذہب
 معین کے واجب ہو گئی اور اسکا سبب یہ ہو کر فقہ
 میں مشغول ہونیوالا و حال سے خالی نہیں۔
 اول یہ کہ اسکا بڑا مطلب دن مسائل کا پہچانا ہو جنکا
 جواب پیشتر تفصیل و دلیل سے مجتہد دیکھ چکے ہیں اور نیز ان مسائل
 کا پرکھنا اور انکی مانند کی تحقیق ادا کرنا نیز بعض کو بعض ترجیم
 دینا منظور ہو اور یہ کام ایسا بڑا ہے کہ بڑا فائدہ کسی ایسے
 امام کی اوس بن نہیں سکتا جسے مسائل چھلکانے

من غیر تعین مذهب قال ابن الہمام فی
 الحاشیہ برکات الاستقون وروہ واصل
 ہو غیرہ ویدر مین مفتیا واصل اھے
 واما العلماء فکانوا علی مرتبتین منہم
 من اعمن فی تتبع الکتاب السنہ والاثار
 حتی حصل الہ بالقوۃ القریۃ من الفعل
 ملکہ ان ینص مفتیا فی الناس یحبہم
 فی الوقائع غالباً بحیث یکن جوابہ
 اکثر مما یتوقف فیہ ویتخص بالسنن المجتہد
 للمطلوب هذا الاستعداد یحصل تارة
 باستخراج الجہد فی جمع الروایات فالبہ در
 کثیر من الاحکام فی احادیث وکتب وفتا
 اثار الصحابة والتابعین وتبع التابعین
 مع ان یتفطن الی العاد العاد باللقۃ من
 مواقع الکلام وخصا علی الآثار من
 طرق الجمع بزمختلھا وترتیلہ لئلا یخو
 خلک کمال الہامین القدرۃ بزمختلھا
 حبل اصمق بن راہوہ و تارة بالحقا
 طر الشیر و ضبط الہول الدویۃ فی
 کتاب بلع من شایخ الفقہ من الصواب
 والقواعد مع جملة صالحۃ من السنن والاثار

۵۱

بدون تعین مذہب کے پیچھے لیتے۔ ابن ہمام آخر تحریر میں
 لکھا ہے کہ کبھی ایک شخص سے پوچھتے اور کبھی دوسرے
 التزام ایک مفتی کا کرتے فقط۔ اور علماء دوسم کے تھے
 ایک وہ عالم جنہوں نے قرآن سنیت اور آثار کی جستجو میں
 اتنا غور کیا کہ انکو بالقوۃ جبکو بالفعل کہنا چاہئے
 استدعا حاصل ہو کہ لوگوں میں مفتی مقرر ہو جائیں
 کہ اکثر معاملات میں انکو جواب دین اس طرح کہ جو دنیا
 توقف کر نیکی نسبت زیادہ ہو یہ لوگ مجتہد مطلق کی
 نام سے خاص تھے اور یہ استدعا کبھی اس طرح حاصل
 ہوتی ہے کہ روایتوں کے جمع کرنے میں خوب کوشش کی جائے
 کیونکہ بہت سے احکام احادیث میں ہیں اور بہت سے
 آثار صحابہ و تابعین اور تبع تابعین میں اسکے ساتھ
 ہی یہ ہو کہ مائل زبان دان موقع کلام کو اور آثار
 کھانسنے والی طریق مطابقت مختلف حدیثوں کے درمیان
 اور ترتیب دلائل وغیرہ کو برابر پہچان لینا ہر جیسے
 دو امام پیشوا احمد بن محمد بن حنبل اور اسحق بن راہوہ
 کا حال ہے اور کبھی استدعا مذکور خارج کے طریقوں کو
 مستحکم کرنے اور ان ضوابط اور قواعد کو یاد کر کے
 ہوتی ہے جو ہر باب میں جدا جدا فقہ کے مشایخ
 سے مروی ہیں جنکے ساتھ سنن اور
 آثار کا ایک لایق مجموعہ محفوظ ہو

قليلة بالنسبة الى ما سبق بالجواب
 فيه وهذا هو المجتهد المطلق المنتسب
 وثانيهما ان يكون اكبره معرفة
 المسائل التي يستفتيه المستفتون
 صام يتكلم فيه المتقدمون بحجته
 الى امام ياتى به في الاصول
 المهمة في كل باب باب استد
 من حاجة الاول لان مسائل الفقه
 متناقة متشابكة فروعها
 يتعلو بالمهاقها فلا بد ان هذا بقدر
 مذاهمه وتنقيح اقوالهم كان
 ملزم الما لا يطيقه ولا يتفرغ منه
 طول عمره فلا سبيل له الى ما يه
 الا ان يحل النظر فيما سبق فيه يتفرغ
 للنقاييع وقد يوجد لمثل هذا
 استدراكات على ما به بالكتاب الستة
 وانما السلف القياس لكنها قليلة في
 الواقعات وهذا هو الوجه في المذهب الحالك
 الثالثة وهي ان يستفزع جده اولاً في معرفة
 ادلة ما سبق اليه ثم يستفزع جده ثانياً في
 التفرع على ما اخبره واستحسنه

جنكاً جواب پچلے ہو چکا ہو کہ ہوتے ہیں اور ایسا
 شخص مجتہد مطلق منتسب ہو۔ دوسرا حال مشغول
 بفقہ کا یہ ہو کہ اسکی بڑی غرض اون مسائل کا
 پہچانا ہو جنکو فتویٰ پوچھنے والے دریافت کرتے ہیں
 جنہیں پچلے لوگوں نے کچھ نہیں کہا اور اس شخص
 کو نسبت پچلے شخص کے ایک ایسے امام کی سخت ضرورت
 ہو کہ اسکا اقتدا اون اصول میں کرے جو ہر باب میں
 مرتب ہو چکی ہیں کیونکہ فقہ کے مسائل ایک دوسرے مخلوط
 حال کی طرح ہیں اور انکو فروع اپنی اصول سے وابستہ ہیں
 تو اگر کچھ شخص پرکھنا اور ناگاہیک اور تنقیح انکوال کی
 از سر نو شروع کرتا تو ایسی چیز نوزد میر لیتا جسکی طاقت اسکو
 تھی اور نہ ساری عمر اسکو فارغ ہونا ہوتی اسکو کوئی مطلوب
 کی راہ چن سکتے نہیں کہ جن مسائل کو چاہے پچلے ہو چکے ہیں انہیں
 غور کرے اور تفریعات کیلئے فارغ ہو بیٹھے اور بعض اوقات جس
 شخص بھی قرآن اور حدیث اور آثار سلف اور قیاس کا پیر
 امام کا خلاف کرتا ہو لیکن اسکے خلافی مسائل نسبت
 موافق مسائل کو کہہ سکتے ہیں اور یہ شخص مجتہد فی مذہب ہے
 اور تیسری حالت یہ ہو کہ عالم اول ہمہ تن کوشش
 اس بات میں کرے کہ جن مسائل کے جواب پچلے ہو چکے
 ہیں انکی دلیلین پہنچانے دوسرے کما بینی کوشش کرے
 کہ جس بات کو محتار اور اچھا سمجھا ہو اسپر تفریع نکالے

وابدال الدلائل في كل باب فبفتح
 بفي ذلك ثم يشغل بالقد والرحيم
 ولولا هذا الامام صعب عليه ولا معنى
 الاثر بحك امه صعب مع امكان الامر
 السهل ولابد لهذا المقتضى ان يحسن
 شيئا مما سبق اليه امامه ويستدل
 عليه شيئا فان كان استدراكه
 اقل من موافقته عد من اصحاب
 الوجوه في المذهب وان كان
 اكثر لم يعد تفرد به وجها
 في المذهب وكان مع
 ذلك منسبا الى صاحب المذهب
 في الجملة ممتازا عن ائمتي بامام آخر
 في كثير من اصول مذهبه
 وفروعه وبوجه مثل هذا
 بعض مجتهدات لم يسبق
 بالجواب فيها اذ الوقائع
 متالية والباب مفتوح
 فياخذها من الكتاب السنة
 واثار السلف من غير اعتداد
 على امامه ولكنها

۴۰

اور دلائل لایمکنی شقت سی ہر باب میں غائر کر دیا ہو
 تاکہ وہ اس باب میں اوس امام کو قول سے مدد ملی پھر
 پرکھنے اور ترجیح میں مشغول ہو اور اگر بالفرض یا امام نہ ہو تو
 اوس پر یہ امر شوار ہوتا اور ظاہر ہو کہ سہل بات کو ہوتے ہوئے
 دشوار کام کو اختیار کرنا بے فائدہ ہے اور ضرور ہے کہ یہ
 مقتدی اون باتوں میں کہ اوس کا امام پچھلے کہ چکا ہے کچھ
 باتوں کو اچھا کہے اور کچھ میں اس کا خلاف کرے اگر اس کا
 خلاف بہ نسبت موافقت کے کم ہو گا تو یہ شخص مذہب
 میں صحابہ و جہ میں شمار کیا جائیگا اور اگر خلاف یا
 ہو گا تو اس کا تنہا ہونا مذہب میں وجہ ننگی جائیگی
 اور باوجود اسکے فی الجملہ صاحب مذہب کی طرف
 منسوب رہیگا اور اون لوگوں سے جنہوں نے
 دوسرا امام کا اقتداء اوس کے مذہب کے بہت سی
 اصول اور فروع میں کیا ہو ممتاز رہیگا اور
 اس جیسے شخص کے بعض اجتہادی مسائل ایسے
 پائے جائیں گے کہ ان کا جواب پچھلے نہوا ہو کیونکہ
 معاملات پیارے ہوتے رہتے ہیں اور اجتہاد کا
 دروازہ کھلا ہوا ہے ایسے مسائل کا جواب وہ
 شخص قرآن اور حدیث اور آثار سلف سے بدون
 اعتماد کے اپنے امام پر نکالتا ہے لیکن ایسے
 مسائل بہ نسبت اون مسائل کے

وبالجملة فالتمذهب للجهتدين سرالجملة
 تعالى العلماء جمعهم عليه من حيث
 يشعرون اولاً يشعرون من شواهد
 ما ذكرناه كلام الفقيه ابن زياد الشافعي
 يعني في قواوه حيث شئت ايسر من اهل
 البلقيني بخلاف مذهب
 الشافعي فقال في الجواب انك
 لا تعرف توجيه كلام البلقيني ما تعرف
 درجته في العلوه فانه امام مجتهد مطلق
 مستغنى مستقل من اهل الترخيع والتزج
 وعنه المطلق المنتسب له اختيار وتزج
 يخالف الراجح في مذهب الامام الذي ينتسب اليه
 وهذا حال كثير من جهابذة الكابر
 اصحاب الشافعي من المتقدمين والمتأخرين
 وسيأتي ذكرهم وترتيب درجاتهم
 ومن نظم البلقيني في سلك
 المجتهدين المطلقين المنتسبين اليه
 الولي ابو زرعة فقال قلت لشيخنا الامام
 البلقيني ما يصر بالتشيع تقي الدين السبكي لا خبراً
 وقادستك الله وكيف قلده قال اولم اذكره اني
 البلقيني استخيرا ومن علم ان انساب على ذلك

حاصل یہ کہ مذہب مجتہدین کی پابندی ایک راز ہے کہ
 اللہ تعالیٰ نے علماء کے دین و دنیا اور اس پر اور کون متفق کیا
 خواہ وہ اسکو جائیں یا نہ جائیں امام ہماری تقریر کا
 مؤید فقہ ابن زیاد شافعی ہنسی کا کلام اون کے فتاویٰ
 میں ہے کہ جب دوسے دو سالوں کا حال پوچھا گیا جنہیں
 بلقینی نے مذہب شافعی کے خلاف جوابات تھاتھائے
 زیاد نے جواب میں تقریر فرمائی کہ
 کہ جب تک تک بلقینی کا وجہ علم میں معلوم نہ ہو گا تکبیر کا کلام
 توجہ نہ ہو گے جان لو کہ بلقینی امام مجتہد مطلق غیر مستقل
 تزج اور ترجیح والوں میں سے ہیں۔ اور میری غرض مطلق متکبر
 وہ شخص ہے کہ جس امام کی طرف وہ منسوب ہو اور نہ ہر بدین
 اور ترجیح کہتا ہے کہ قول راجح کی مخالفت کرے اور یہ حال جس
 بڑے بڑے علامہ صحاب شافعی کا پہلون اور پچھلون سے ہے
 اور اوں کا ذکر اور ان کے درجات کی ترتیب غریب بیگی اور
 جن لوگوں نے بلقینی کو مجتہد مطلق منسوب کر دیا ہے
 ہر انویس بلقینی کا شاگرد ولی ابو زرہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں
 ایک بار اپنے اوستا امام بلقینی سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ تھے تھے
 تکبیر اجتماع سے کو تباہی کرتے ہیں حالانکہ مجتہد ہونیکا سامان
 سب پورا کر لیا ہے تو وہ تعلیم کیوں کرتے ہیں اور میں نے
 مارے شرم کے خود استاد بلقینی کا نام لیا کیونکہ مجھے
 منظور تھا کہ اجتماع کرنے پر کچھ سخت بات مرتب کرونگا

بلقینی نے فرمایا
 کہ میں نے
 کی علت اور تعلیق
 کی تعلیم اور کلام معلوم
 ہوا یا نہ ہو

نہی حالت بعیدۃ غیر واقعہ بعد
 العہد عن زمان الوحی و احتیاج
 کل عالم فی کثیر متبادلہ فی
 علمہ الی من مضی من روایۃ الاحادیث
 علی تشعب متونہا و طرقہا و معرفۃ
 مراتب الرجال و مراتب صحیحۃ الحدیث
 وضعفہ و جمع ما اختلف من الاحادیث
 والاعمال و التنبہ لما خذ الفقہ
 منها من معرفۃ غیب اللغۃ و اصول
 الفقہ و من روایۃ المسائل الی سبق
 التکلف فیما من المتقدمین مع کثرتھا
 جہا و نبایہا و اختلافہا و من توجیہ
 افکارہ فی تمیز تلك الروایات
 و عرضہا علی الادلۃ فاذا الفہمہ فی
 ذلك کیف یوفی حق القاریع بعد ذلك
 و النفس لسانیۃ و ان کانت زکیۃ لحدک
 معلوم تجرعا و لہا و لہا کان ہذا میسر
 للطراز الاول من المجتہدین جہا کان العہد
 قویا و العلوم غیر متشعبۃ علی التبع و لکن
 الان فی قلیلۃ و ہم مع ذلک و امقۃ لکثرتھا
 مستغنیہ عن کثرتھا و ہم مع ذلک و امقۃ لکثرتھا
 مستغنیہ عن کثرتھا و ہم مع ذلک و امقۃ لکثرتھا

۶۲

یہ حالت بعید از عقل اور غیر متحقق ہو سکتے کہ وحی کا زمانہ
 دور ہو گیا اور ہر عالم کو بہت سی باتوں میں کام کے علم
 میں ضروری ہیں سلف گذشتہ کی حاجت ہو مثلاً روایت
 کرنا احادیث کا باوجود متفرق ہونے الفاظ اور اسناد
 اور راویوں کے مرتبہ کا پہچاننا اور حدیث کے صحیح و ضعیف
 ہونے کے مرتبہ معلوم کرنا اور احادیث اور آثار مختلف میں
 مطابقت دینا اور لو نہیں یہ سہ ماخذ فقہ پر واقع ہوتا اور
 مشکل الفاظ اور اصول فقہ کو پہچاننا اور ان مسائل کا روایت
 کرنا جنہیں پہلے لوگ کام کر چکے ہیں حالانکہ یہ مسائل
 نہایت کثرت سے اور ایک دوسرے سے جدا جدا مختلف ہیں
 اپنی فکر و نگاہ روایات کے امتیاز کرنے اور دلیلوں
 پر پیش کرنے کی طرف متوجہ کرنا اگر کسی تمام عمر ان ہی
 باتوں میں صرف کرے تو اس کا بعد نفرت کا حق کیسے پورا
 کرے گا اور نفس لسانی کیلئے گوئیہم ہو ایک حد معین ہو کہ
 اوس کا ہر عمل کر نیسے عاجز ہو جائے یا نہ بات مجتہدین نقش
 اول کیلئے حاصل تھے کیونکہ وحی کا زمانہ قریب تھا اور علوم
 بھی شاخ و شاخ تھے علاوہ اسکے اس وقت میں بھی
 صرف حقور سے ہی شخصہ کو میر سمجھا اور وہ شخص اس
 بانہد اپنے مشیخ کے مقدمے تھے اور ان ہی سے
 اعتماد کرتے تھے لیکن علم میں کثرت تصرفات
 کی وجہ سے خود مستقل ہو گئے تھے

وقد كان المصنف يعني صاحب المتن
 الاجتهاد المحال الذي لا ينكر وصرح
 غير واحد من الأئمة بأنه وابن الصباغ
 واما الحرميين والغزالي بلغوا رتبة
 الاجتهاد المطلق ووقع في فتاوى ابن الصباغ
 من انهم بلغوا رتبة الاجتهاد في الدنيا
 دون المطلق فمراده انهم كانت لهم درجة
 الاجتهاد المنتسب ومن المستقل ان
 المطلق كما قرره في كتابه اداء الفتيا
 والنووي في شرح المذهب فوعان
 مستقل وقد فقد من راس اربع
 فذكر وجوده ومنتسب وهو باق الى الان
 اشراط الساعة الكبرى ولا يجوز انقطاعه
 شرعا لا في فرض كفاية متى قصر اهلهم
 انما كلهم عصوا باهم كما صرح به الاصحاب
 منهم الما ورد في الحائض والربا في
 والبقوق الى التهم وغيرهم ولا يتأخذ هذا الخبر
 بالاجتهاد المقتد كما صرح به بالاصحاب والنووي
 في شرح المذهب والمسئلة مبسوطة كتابنا
 المسبب بالرد الى من اخذ الى الارض وجعل
 الاجتهاد في كل عصر فرض من شرع هو - اورين لوگ

اور مصنف یعنی صاحب تبنیہ اجتہاد کے مرتبہ پر تھا جبکہ
 انکار نہیں کیا جاتا اور بہت سی مامون تصدیق کی ہو کہ صاحب
 اور ابن صباغ اور امام الحرمین اور امام غزالی اجتہاد مطلق کے
 پر پہنچے ہو تھے نہ فتاویٰ ابن صباغ میں جو لکھا ہے کہ لو
 اجتہاد فی المذہب کے مرتبہ پر پہنچے تھے نہ مطلق پر تو اس کا مقصود
 یہ ہے کہ وہ لوگ درجہ اجتہاد منتسب کہتے تھے نہ اجتہاد مستقل اور کہ
 اجتہاد مطلق کی دو قسمیں ہیں ایک مستقل و دوم منتسب جبکہ
 خود اپنے کتاب دابل فتاویٰ میں اور نووی شرح مذهب
 ثابت کیا ہے مستقل تو جو تھی شریک کے فروع سے مفقود ہو گیا
 اور اس کا وجود ممکن نہیں اور منتسب باقی ہے یہاں تک کہ علما قیامت
 کبریٰ آویں اور شریعہ اس کا موقف ہو جائے نہیں اس لئے
 کہ یہ اجتہاد منتسب فرض کفایہ ہے اور جب کسی زمانہ کے لوگ اس پر
 کوتاہی کریں یہاں تک کہ بالکل چھوڑ دیں تو کب تک گنہگار
 اور عاصی ہونگے چنانچہ اس بات کی تصریح حکام کی ہے اور نیز
 ماوردی حادوی میں اور رویانی نے جو میں اور نجوی نے
 تہذیب میں اور دیگر عالموں کی تصریح کی ہے اور یہ فرض اجتہاد
 مقید سے ادا نہیں ہوتا جیسے ابن صباغ اور نووی نے
 شرح مذهب میں اس کی تصریح کی ہے اور یہ مسائل ہماری
 کتاب سے بہ ردالی من اخذ الى الارض وجعل ان
 الاجتهاد فی کل عصر فرض من شرع ہو - اورین لوگ
 اجتہاد مطلق منتسب کے سبب سے شافعی نے یہی باہر نہونگے

۴۵
 اور یہ نہیں جانتا
 کہ اجتہاد ہر زمانہ
 میں فرض ہے

فمكت فقلت فما عندى ان الامتناع
من ذلك هو الامتناع التام قد نزلت
للفقهاء على المذاهب الاربعة وان
من خرج عن ذلك واجتهد لم ينله
شئ من ذلك وحرم ولاية القضاء
وامتنع الناس استقنائهم للبيعة
فتبسم ووافقه على ذلك اتفق امانا
فلا اعتقدان المانع لهما من الاجتهاد ما
اشار اليه صاحبنا من مذهبهم على ذلك
وان يزكوا الاجتهاد مع قدرتهم عليه
لفرض القضاء والاسباب هذا لا يجوز
لا حرج ان يعتقدهم وقد تقدم ان
الراجح عند الجمهور وجوب الاجتهاد
في مثل ذلك وكيف سألوا لئلا ينسبهم
لذلك ونسب اليهم لئلا يوافقوه على ذلك
وقد قال الجلال السيوطي في شرح
التنبيه في باب الطلاق ما يفهم
وما وقع لائمة من الاختلاف
من تغير الاجتهاد فيصحبون في
كل موضع ما ادى اليه
اجتهادهم في ذلك الوقت

بعض الفقهاء
يرونه من باب
الاجتهاد

۶۴

امام بلقيش خاموش ہوئے تب میں کہا کہ سیرت و یکلام میں
سے باز نہ ہمارف اون نوکر کوئی بہت سہو ہو چکا
ہر چہ از بک لہ مقرر ہیں اور جو کوئی غائب چھا گئے
سے باہر ہو گا اور اجتہاد کریگا اور سکواس طیفہ میں کچھ
نہ لیا گا اور عمدہ قضا محروم رہے گا اور لوگ اس کو فتنہ
دریافت کرنا چھوڑ دیں گے اور بدعتی کہلا یگا بلقیش تبسم
کیا اور اس کا پر میری مدافعت کے پورا ہوا کلام ابو زرہ
میں کہتا ہوں کہ میرا اعتقاد نہیں کہ جس بات کی
طرف ابو زرہ نے اشارہ کیا ہے وہ بات اجتہاد سے
اون لوگوں کو ملے ہو اور ان کا منصب علی اس کے بری ہے
اور نہ میرا اعتقاد ہے کہ وہ لوگ باوجود اجتہاد پر قادر
ہو نیکی عمدہ قضا اور اسباب معیشت کیلئے اجتہاد
چھوڑیں اون لوگوں نے حق میں یہ اعتقاد رکھا تو کیسے
جائز نہیں اور بیشتر گذر چکا کہ جمہور نزدیک غائب ہو کر
ایسے مرتبہ میں اجتہاد کرنا واجب ہے اور ابو زرہ کو اون
لوگوں میں یہ عیب لگا اور اس بات میں امام بلقیش کو
اپنا موافق بنانا کیسے جائز ہو حالانکہ جلال الدین
سیوطی شریعہ میں باب الطلاق میں یہ عبارت
لکھی ہے کہ کچھ ایسے اختلاف ہوا ہے وہ اجتہاد کی
تبدیل سے ہوا پس ہر جگہ میں جو ائمہ کچھ کہتے ہیں
بات کی کرتے ہیں کہ اس وقت ان کا اجتہاد اس کی پوجا

تفرق ابن جریر لایعد وجہاً فی مذهبنا
 وان کان معدوداً فی طبقات اصحاب
 الشافعی قال النوفی فی التہذیب
 ذکرہ ابو عاصم العبادی فی الفقہاء الشافعیۃ
 وقال ہون افراد علمائنا واخذ فقہ الشافعی
 علی الربع المرادی الحسن الزعفرانی تھے
 ومعنی انفسا بل الشافعی انہ جری علی
 طریقہ فی الاجتہاد واستقر الأدلۃ
 وترتیب بعضہا علی بعض وافق اجتہادہ
 اجتہادہ واذا خالف احیاناً لم یبال بالاختلاف
 ولم یخرج عن طریقہ الا فی مسائل
 وذلک لا یقدح فی خولہ فی مذهب الشافعی
 ومن ہذا القیاس صرح اسمعیل البخاری
 معدوداً فی طبقات الشافعیۃ ومن ذکرہ وطبقا
 الشافعیۃ الشیخ تاج الدین السبکی وقال انہ
 بالجمہد والجمہد تفقہ بالشافعیۃ استدلال
 شیخنا الامام علی احوال البخاری فی الشافعیۃ
 بذکرہ فی طبقاتہم وکلام النوفی
 الذی ذکرناہ شاہد لہ
 و ذکر الشیخ تاج الدین
 السبکی فی طبقاتہ ما لفظہ

کہ تھا ابن جریر کا قول ہمارے مذہب میں کوئی صورت
 نہیں گئی جاتی اگرچہ وہ خود اصحاب شافعی کے طبقات
 میں شمار کیا جاتا ہے اور نووی نے تہذیب میں ذکر کیا ہے
 کہ ابو عاصم عبادی ابن جریر کو فقہائے شافعیہ میں بیان کیا
 ہے اور کہا ہے کہ یہ شخص ہے کہ علما یگانہ میں سے ہونے
 شافعی کی فقہ پر جمع مرادی اور حسن زعفرانی سے کسی نووی
 کا کلام ختم ہوا اور اسکے منسوب شافعی ہونیکے یہ معنی ہیں
 کہ اجتہاد اور دلیلوں کی تلاش کرنے اور بعض کو بعض پر ترجیح
 کرنے میں امام شافعی کے طریق پر چلا اور اسکا اجتہاد ہم
 اجتہاد سے موافق پڑا اور اگر کین فی نافذ و اتقوا الفتی کی بڑا
 نہیں کیا اور امام کے طریقہ سے بجز چند مسائل کو کچھ نہیں
 ہوا اور یہ امر اسکے شافعی مذہب میں داخل رہنے کا ضل
 انداز نہیں۔ اور محمد بن اسمعیل بخاری ہی اسی جنس
 کے ہیں کہ وہ طبقات شافعیہ میں گئی جاتی ہیں اور حسن
 نووی نے انکو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور ان میں سے
 شیخ تاج الدین سبکی نے کہا ہے کہ بخاری نے فقہ حنفی
 سبکی اور حنفی شافعی سے فقہ سبکی اور بخاری کا ساتھ دیا
 بخاری کی شافعیہ میں داخل کرنے پر حجت کبریٰ ہے کہ
 تاج الدین نے انکو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور نووی کا
 کلام جو عنہ ذکر کیا اس امر کا شاہد ہے۔ شیخ تاج الدین
 سبکی نے اپنے طبقات میں یہ عبارت لکھی ہے

ثم اصرح به النووي ابن الصلاح في
 الطبقات وتبعه ابن السبكي فهذا مصنف وكتب
 المذهب فافوا واولوا وظائف الشافعية
 كما في المصنف وابن الصباغ تدبير النظا
 م بعد ادول اما المحسن والقزاق تدبير النظا
 م بنيسا بولولي بن عبد الستار الجلبية و
 الظاهرية بالقاهرة وولولي بن قرق العبد
 الصلاحية للمجاور مشهد اما هذا الشافعية
 والفاضية والكاملية وغير ذلك اما
 من بلغ مرتبة الاجتهاد المستقل فانه يخرج
 بذلك عن كونها شافعية ولا ينقل اقواله
 في كتب المذهب كما علم احد بلغ هذه
 الرتبة من الاصحاب الا بالاجعفر جبر
 الطبري فانه كان شافعية ثم استقل
 بملذه وهذا الرافعي وغيره لا يفرقه
 وجه في المذهب انتهى عند احسن
 مسائل الولي ابو زرعة الان
 كلامه يقتضي ان ابن جبر
 لا بعد شافعية وهو مردود فقد
 قال الرافعي في اول كتاب
 الزكوة من الشر ح

چنانچه نویدی و در طبقات میں ابن صلاح نے اسکی تصریح
 کی ہو اور ابن سبکی نے اسکی موافقت کی اور ہمیں وجہ ان
 نے مذہب کی کتاب میں تصنیف کیں اور نووی کا و شافعی
 وظیفوی متولی کئے گئے مثلاً مصنف اور ابن صباغ کو
 تعلیم کی تولیت مدرسہ نظامیہ بغداد ملی اور امام الحرمین اور
 امام غزالی کو تعلیم مدرسہ نظامیہ نیشاپور کی تولیت ہوئی
 اور ابن عبد السلام قاہرہ کے مدرسہ جابیہ اور ظاہر
 متولی ہوا اور ابن دقیق عید مدرسہ صلاحیہ کا بوجہ جاری
 امام شافعی کعبہ کے پاس ہوا و مدرسہ فاضلیہ کا ملکہ وغیرہ
 متولی ہوا۔ اور جو شخص کہ اجتہاد مستقل کے مرتبہ کو پہنچا
 وہ البتہ شافعی ہوئے نکل گیا اسکی اقوال مذہب کی
 کتاب میں منقول نہیں ہوا و میں کیونکہ صحاب شافعی
 سے نہیں جانتا کہ وہ اس مرتبہ کو پہنچا ہو یا نہیں جبر
 طبری کے کہ وہ شافعی تھا پھر مذہب میں مستقل ہو گیا
 اور اسی وجہ سے رافعی وغیرہ نے کہا ہو کہ اسکا تہنا ہونا
 کسی قول میں مذہب کی وجہ شمار نہیں ہو سکتا
 کا قول پورا ہوا۔ اور یہ طریق میرے نزدیک اس
 بہتر اور چسپرولی ابو زرہ عہد چلا ہو مگر سیوطی کا کلام
 اس بات کا مقتضی ہو کہ ابن جبر طبری کو شافعی
 شمار کیا جاوے اور اسکا یہ کلام مسلم نہیں کیونکہ
 رافعی نے شروع کتاب الزکوة کی شرح میں کہا ہو

وانما يسبوز اليه بحجهم على طريقتهم
 في الاجتهاد واستعمال الادلة وترتيب
 بعضها على بعض الثالث المتوسطون
 وهم الذين لم يبلغوا رتبة الاجتهاد لكنهم
 وقفوا على اصول الامام وتمكنوا من قياس
 ما لم يجدوه منصوصا فانصرف عليه هؤلاء
 مقلدون له وكذا من اخذ بقولهم من
 العلوم والمشتبهوا فهو لا يقلدون وانفسهم
 لا فهو مقلدون انتهى كلام الانوار
 فان قلت كيف يكون شئ واحد غير
 واجبه زمانا ووجبا في زمان اخر مع ان
 الشرح واحد فليس لك لم يكن مقتضى
 بالجهته المستقل واجبا ضرورة واجبا
 الاقولا متناقضا استنا فيا قلت الاول
 الاصل هو ان يكون في الامة من
 يغير الاحكام الفرعية من اولتها
 التفصيلية اجمع على ذلك اهل الحق
 ومقدمة الواجب لجهة فاذا كان الواجب
 طر متعده وتجهيل طريق من تلك الطرق
 من غير تعيين واذ التعينه طريقا وجبت
 الطريق بنحوه كما اذا كان الرضا في حقه

اور ایسے لوگ دوسرے کی طرف منسوب اس لئے ہوتے ہیں
 کہ اجتہاد کرنے اور دلیل دینے میں اپنے اور بعض کو بعض پر
 مرتب کرنے میں اس دوسرے کے طریق پر چلتے ہیں سوم
 و میانی لوگ جو تہ اجتناد کو نسخہ پر چلتے ہیں ان کا حکم قاعدہ
 حائض اور ایسے قیاس پر قادر ہیں کہ جس بات کو مصرح
 نبی وین تو اسکو مہر خیال کر لیں یہ لوگ کام کے مقلد
 ہوتے ہیں دلیلی وہ لوگ جو عوام ہیں ان کو قول کو اختیار
 اور مشہور یہ کہ خود اوکئی کوئی تقلید نہیں کرتا کیونکہ وہ
 خود دوسرے کے مقلد ہیں پورا ہوا کلام انوار کا۔

اور اگر تم یوں کہو کہ ایک ہر چیز ایک وقت میں غیر واجب
 دوسرے وقت میں واجب کیسے ہو سکتی ہے شریعت تو ایک ہی ہے
 پھر تمہارا یہ کہنا کہ اقتداء مجتہد مستقل کا پشیر واجب تھا پھر وہا
 ہو گیا مخالف اور ساقط ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں
 میں کہتا ہوں کہ واجب اصلی تو یہ ہے کہ امت میں ایسا شخص
 ہو کہ فرعی احکام کو مع تفصیل دلیل دینے پہنچاتا ہو اس بات
 سب اہل حق کا اتفاق ہے اور جس بات پر واجب
 موقوف ہوتا ہے وہ بھی واجب ہوتی ہے اور جس
 صورت میں کہ واجب کے چند طریق ہوں تو ان میں سے
 ایک غیر معین کا حاصل کرنا واجب ہے اور جب اسکا
 ایک ہی طریق ہو تو خاص اسی طریق کا حاصل کرنا
 واجب ہے مثلاً جب آدمی سخت بھوک میں مبتلا ہو

کل تخریج اطلاق الحجج اطلاقاً فی نظر ان
 ذلك الحجج ان كان ممن يغلب عليه
 المذهب التقليدي كالنخبة ابی حامد
 والقفال عدم المذهب ان كان
 مميزاً بخروجه كالحمد بن ابرهجة
 یعنی محمد بن جریر و محمد بن خزیمه و محمد
 ابن نصر المروزی و محمد بن المنذر فلا يعد
 واما المزنی وبعث ابن سیرج فیهما الذین
 لم یخرجوا لخرج المیز و لم یقتدوا
 بتقید العراقيين و الخراسانيين انهم قد
 ذکر السبک فی طبقاته الشیخ ابی الحسن الاشعری
 امام اهل السنة و الجماعة و قال انه مؤید
 من الشافعية فانه فقهه بالشیخ ابی اسحق
 المروزی انهم قول ابن زیاد
 و من شواهد ما ذکرنا انهم
 ما فی کتاب الانوار حیث
 قال و المنتسبون الی مذهب الشافعی
 او الحنفیة و مالک و احمد و ابن احماد و العلم
 و تقید هو الشافعی متفرع علی تقلید المنتسب
 الشافعی البالغون الی شریة الاجتهاد
 و المجتهد لا یقلد مجتهداً

۶۸

کہ جس تخریج کو کسی نکالنے والے نے مطلق نکالا ہو تو دیکھنا
 چاہئے کہ اگر نکالنے والا دونوں میں سے ہو پھر مذہب
 اور تعلیم غالب ہو مثلاً شیخ ابو حامد مغالی اور قفال تبع
 یہ تخریج کر نیو الا مذہب میں گنا جائیگا اور اگر دونوں میں
 سے ہر ایک بکثرت مذہب خارج رہتے ہیں مثل چار محمد یعنی
 محمد بن جریر اور محمد بن خزیمہ اور محمد بن نصر مروزی اور محمد
 منذر کے تو مذہب کے شمار نہوگا۔ اور مزنی اور اسکے بعد ابن
 سیرج و دونوں درجوں کے سچ میں ہیں نہ تو چاروں محمد
 کی طرح مذہب کے باہر رہتے ہیں اور نہ عراقیوں اور خراسانیوں
 طرح مذہب کے مقید رہتے ہیں۔ اور نیز سبکی نے
 طبقات میں شیخ ابواسحق اشعری امام اہل سنت
 و جماعت کا ذکر کیا ہے کہ وہ شافعیوں میں سے گنی
 جاتی ہیں کیونکہ انہوں نے فقہ شیخ ابواسحق مروزی سے
 سیکھی ابن زیاد کا قول پورا ہوا۔
 اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اور اس کا ایک شاہد مضمون کتاب نور
 بھی ہے کہ اس کا مؤلف کہتا ہے کہ جو لوگ مذہب امام شافعی و امام
 ابو حنیفہ و امام مالک و امام احمد کی طرف منسوب ہیں
 ان کی چند قسمیں ہیں۔ اول عوام اور ان کا
 شافعی کی تقلید کرنا مجتہد کی تقلید پر موقوف ہے
 دوم وہ لوگ جو اجتہاد کے مرتبہ پر پہنچے ہیں اور
 مجتہد کسی دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کیا کرتا۔

ویسے ہذا عالم شافعوی لا مالک ولا
 حنبلی ولا کتاب من کتبہ المذاهب
 وجعلہ از بقولہ البیہیفة وجرم
 علیہ ان یخرج من مذہبہ لانہ جہتہ یخلع
 من عنقہ رقبۃ الشریعۃ وبقی ستمملا
 ما اذا کان فیہ من ذلک یتبعہا معہ
 جمیع المذاہب لیکونہ ان یراد بالظن من غیر
 ثقہ ولا یأخذ من السنۃ العلوم ولا یأخذ
 کتابا وشرعہا کما ذکر کذا فی التہذیب الفاشح کذا فی
 واعلم ان الحدیث المطلق من جمیع خمسۃ من العلوم
 قال اللہ فی الذہاب شرط القاضی مسلم کاف
 حر ذکر عدل سماع بصیرۃ ناطق کاف مجتہد ہو
 ان ینص من القرآن والسنۃ ما یتعلق بالاحکام
 وخاصہ عامہ وجملہ ومبیینا منہ منہ
 وتواتر السنۃ وغیرہا والمتصل بالمرسل حال
 الرواۃ قوۃ وضعفا ولسان العرب لکفۃ وکثرا
 واقوال العلماء من الصحابۃ ومن بعدہم اجماعا
 واختلافا والقیاس بانواعہ کما فی التہذیب
 قد یکون مستقلا وقد یرکز متصبا الی
 المستقل والمستقل من امتناع
 سائر المجتہدین مثلا ثلث خصال

اور کوئی عالم شافعی اور مالکی اور حنبلی وہاں نہ ہوا ورنہ ان
 مذہبوں کی کوئی کتاب ہو تو او سپر واجب ہو کہ تقلید نام لکھ
 لی کرے اور او سپر حرام ہو کہ مذہب نام لکھ دے یا نہ لکھ سکے
 اس صورت میں شریعت کا نہایت ہی گروں ہونا کلامی بیکار
 ہر ایک کا بخلاف اس صورت کے کہ مرین میں ہو کہ مذہب وہاں
 اسکو سب مذہبوں کا پہچانا ممکن ہو اور اسکو یہ کافی نہیں کہ
 برون وثوق کے گمان پر عمل کرے اور نہ کہ عوام کی زبان
 سے کوئی بات اختیار کرے بلکہ نہ کہ کسی کتاب غیر شریعت کی کوئی قول
 کے پہچانے یہ سب باتیں نہر الفائق شرک الزکر القابق میں مذکور ہیں
 اور جانا چاہئے کہ مجتہد مطلق وہ ہو جو پانچ علموں کا حاوی ہو
 پہچانے نو سنی شہاج میں کہا ہو کہ قاضی کی شرط یہ کہ مسلمان
 عاقل بالغ ازاد مذکر عادل شہداء میں لیا گیا کافی مجتہد ہو
 مجتہد پانچ باتوں کا واقف ہو اول قرآن اور حدیث
 متعلق بالحکام کو اور دوسری حاصل عالم و مجمل اور میں اور سخن
 اور منہج کو پہچانے سوم حدیث کی متواتر اور غیر متواتر متصل
 اور مرسل اور راویوں کی قوت اور ضعف کا حال جانتا ہو۔
 سوم عربی زبان کو لغت اور نحو کی راہ کو نہ ہو چہارم
 اقوال علماء صحابہ و تابعین کو اجماع اور اختلاف و احوال جانتا ہو
 چہرہ قیاس کے سب نمونہ کا گاہ ہو بہرہ معلوم کر دے یہ مجتہد کبھی
 مستقل ہوتا ہو کبھی متوہم مستقل اور مجتہد مستقل وہ ہو کہ کبھی
 مجتہد وکن تین باتوں میں امتیاز رکھتا ہو جیسے یہ بات

نجاتنا الهلاك وكان له مخصصة
 طرق من شراء الطعام والتقاط الفاكه
 من الصلوة واصطيا وما يتقوت به جسم
 شخص من هذه الطرق لعل التعمين
 فاذا وقع في مكان ليس هناك صيد لا فاكه
 وعي عليه به المال في شراء الطعام
 وكذلك كان للسلف طرق في تحصيل
 هذا الواجب وكان الواجب تحصيل طرق من
 تلك الطرق لعل التمييز ثم انست
 تلك الطرق والاطير واحد فوجب لك
 الطرق بخصوصه وكان السلف لا يلبثون
 الحديث ثوبا يوما هذا كتابه الحديث
 واجبة لازمة الحديث لا يسيلها ابو
 الاعمر في هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون
 بالسخو واللغة وكان السلف لا يحتاجون
 لهذه الفنون ثوبا يوما هذا مع اللغة
 العربية واجبة بعد العهد عن العرب الاول و
 شلوه ما كثر فيه كثر جدا وعلو هذا ينبغي ان
 يقاسم في التقليد الامام بعينه فانه قد يكون
 واجبا قد يكون واجبا فاذا كان الانسان
 جاهلا في بلاد الهند بلاد ما وراء النهر

٤٠

کہ اوس سے مراد کیا تو ہو تو عبوک و درکنے چند طریق
 جیسے کہنا مامل لینا اور کنگل و میو و کھانپنا اور قوت کی چیز
 کو شکار کرنا پس ان طریقوں میں کسی چیز پر معین کا
 بہم ہو چکا نا واجب ہوا اور اگر سمجھو کہ ایسی جگہ میں ہو کہ وہاں
 شکار اور میو نہ ہوں تو اوپر مال کا خرچہ کرنا کہنے کی تحریر
 میں واجب ہو۔ اسی طرح سلف کو اس واجب اصلی کے
 حاصل کرنے میں چند طریق تھے اور ایک طریق یہ معین کا
 حاصل کرنا اور ان پر واجب تھا پھر سب طریق مسدود
 ہو گئے صرف ایک طریق رہ گیا تو وہی خاص ایک طریق
 واجب ہو گیا۔ مثلاً سلف کا دستور تھا کہ حدیث کو
 لکھتے تھے پھر حج حدیث کا لکنا واجب ہوا اس لئے کہ روایت
 حدیث کے واسطے حج کو ہی اسباب سوا ان کہنا بوجہ جلتے
 کی نہیں ہو۔ اور سلف کا دستور تھا کہ علم نحو اور لغت میں
 مشغول ہوتے تھے اور ان کی زبان عربی تھی ان فنون کے
 محتاج تھے پھر ہر وقت میں لغت عربی کا جاننا واجب ہو
 کیونکہ عرب اول کا زمانہ دور پڑ گیا۔ اور جس بات کی ہم
 تقریر کر رہے ہیں اور کچھ شاہد نہایت کثرت سے ہیں
 اور اسی پر تقلید ایک امام معین کی واجب ہو تو کسی
 کرنا چاہئے کیونکہ تقلید امام معین کہی واجب ہوتی
 ہو اور کبھی واجب نہیں ہوتی مثلاً جب جاہل آدمی
 ہندوستان کے مالک اور داراؤ النہر کے شہر میں ہو

ارجاع الی خبر مفرودے تر بکر ہو اور حدیث اپنی ظاہر پر
 ملہو واذ اختلف المعانی فما اشبه
 نہا ظاہر اولہا بہ واذ انکافا لا احدث
 ناصحہا اسناد اولہا ویس المنقطع لبنی
 ما عدا منقطع ابن المسیب ولا
 یقاس اصل علی اصل ولا یقال
 فی الاصل لہو کیف انما یقال
 للفرع لہو فاذا صح قیاسہ علی
 الاصل صح وقامت بہ الحجۃ انتہی
 وثانیہا ان یجمع الاحادیث
 والا تار فیحصل احکامها
 وینبی من اخذ الفقہ منہا ویجمع
 مختلفہا ویرجح بعضہا علی بعض
 وبعین بعض محتملہا وذلک قریب
 مثلث علی الشافعی ما زنی اللہ
 اعلم وثالثہا ان یفرع
 التفاریع الی ترد علیہ منکبہ
 بالجواب فیہ من القرون المشہور
 لہا بالخیر و بالجملہ فیثون
 کتبہ النصرفات
 فی ہذہ الخصمال

اور اجماع خبر مفرودے تر بکر ہو اور حدیث اپنی ظاہر پر
 محمول ہوتی ہو اور جب بہت سے مسنون کا احتمال رکھتی ہو
 تو ان میں سے جو ظاہر حدیث کی زیادہ شاہد ہو وہ معنی بہ
 مسنون سے اولیٰ ہوں اور جب بہت سی حدیثیں ہم پائے متما
 ہوں تو جس کے اسناد زیادہ صحیح ہو تو وہ ان میں اولیٰ ہو اور
 حدیث منقطع سوا منقطع ابن مسیب کوئی چیز نہیں۔
 اور ایک اصل کو دوسری اصل پر قیاس نہ کیا جاوے۔
 اور اصل میں یہ بات نہ کی جاوے کہ کس جگہ اور کیونکر کرے
 بلکہ فرع میں کہنا چاہیے کہ کیوں ہو اور جب فرع کا قیاس اصل
 پر درست ہو تو وہ فرع صحیح ہو اور اس کی حجت ہو سکتی ہو کلام
 شافعی کا ختم ہوا۔ و دوسری بات مجتہد مستقل کی یہ کہ
 کہ احادیث اور آثار کو جمع کرے اور ان کی احکام کو بہم
 پہنچا دے اور ان میں سے ماخذ فقہ پر واقف ہو اور ان میں
 سے مختلف کی تطبیق کرے اور بعض کو بعض پر ترجیح دی
 اور بعض احتمالات کو معین کرے اور یہ بات بہتر خیال
 میں علامہ شافعی کے دو تہائی کے قریب ہو والد اعلم۔
 تیسری بات مجتہد مستقل کی یہ ہر کہ جو مسائل اور
 ایسے پیش ہوں جن کا جواب پہلے نہیں ہوا یعنی تینوں
 قرون میں جن کے بہتر ہو نیکی شہادت ہو چکی ہو اور ان
 مسائل کے تفرع نہ لکھے یعنی جواب نہ حاصل یہ کہ ان
 تینوں باتوں میں اس کا بہت سا تصرف ہو۔

کما تروى ذلك في الشافعي ظاهر الهمما
ان يتضح في الاصول والقواعد التي
يستنبط منها الفقه كما ذكر ذلك في اوائل
الارام حيث عاصم في الاوائل في استنباطهم
واستدل عليهم كما اخبرنا شيخنا ابو محمد
بن ابراهيم المدائني عن شيخه الكليين الشيخ
حسن بن علي الجعفي الشيخ احمد النخعي عن الشيخ
محمد بن العلاء البجلي عن ابراهيم بن ابراهيم
القاني وعبد الرؤف الطبراني عن العلاء
ابو الفضل السيوطي عن علي الفضل المرحوم
اجازة عن ابى الفرج الغزالي عن يونس
بن ابراهيم البوسعي عن ابى الحسن بن
المقاييس الفضل بن سهل الاسفرائيني عن
الحافظ الحجة ابى بكر احمد بن علي الخطيب
ابو يعلى الحافظ ابو محمد عبد الله بن محمد بن
جعفر زحيدان ثنا عبد الله بن محمد بن يعقوب
ثنا ابو حاتم يعنى الرازي عن يونس بن عيسى
قال قال محمد بن ابي سفيان الشافعي الاصل اوان
وسنة فان لم يكن نقيا عليا واذا اتصل بالحد
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
صح الاسناد منه فهو مستب

امام شافعي من ظاهر ديكته هو اول يكادون اصول
اور قواعد من جن سے فقہ کا استنباط ہوتا ہے صرف کوئی نسخہ
امام شافعی نے اسباب کو کتاب کم و بیش درمین ذکر کیا کہ پہلے
گو کہ نئے فعل در بارہ او کی استنباط کو بیان کئے پھر ان کی ترمیم
کی اور جیسی ہو کہ جو یہی ہمارا دستاویز ابو محمد بن ابراہیم
مدنی نے کہ وہ روایت کرتے ہیں انچہ دو کی دستاویز شیخ
حسن بن علی الجعفی اور شیخ احمد نخعی سے اور وہ روایت کرتے ہیں
شیخ محمد بن عبد الباقی سے اور وہ ابراہیم بن ابراہیم
القانی اور عبد الرؤف طبرانی کی اور وہ دونوں جلال ابو الفضل
سیوطی سے اور وہ ابو الفضل مرقانی سے اجازت کی طور
پر اور وہ ابو فرج غزالی سے اور وہ یونس بن ابراہیم
ابوسعی سے اور وہ ابو الحسن بن مقیر سے اور وہ فضل
بن سهل اسفرائینی سے اور وہ حافظ حجت ابو بکر
احمد بن علی خطیب اور انہوں نے کہا کہ حدیث کی جیسے حافظ
ابو نعیم نے کہا کہ حدیث کی جیسے ابو محمد عبد العزیز بن محمد بن جعفر
بن حمدان نے کہا کہ حدیث کی جیسے عبد العزیز بن محمد بن یعقوب
نے کہا کہ حدیث کی جیسے ابو حاتم غزالی نے کہا کہ بیان کیا
مجھے یونس بن عبد العزیز نے کہا کہ حدیث کی اور یونس بن ابراہیم
نے کہا کہ اصل قرآن اور حدیث ہر دو اگر نہ تو ان دونوں پر کیا
کرنا ہو اگر جب حدیث رسول خدا صلی علیہ وسلم متصل ہو اور اس کے
اسناد آنحضرت صلی علیہ وسلم سے جیچ ہو تو وہ مست ہے

واقف علی ان یفعل کما فعلوا فی خواص
 العقاقیر المتی لم یسبق بالکلمہ فی و
 یبیز اسباب الامراض وعلاماتها وعلماؤها
 مما لم یصل السابون ووزن الحکم وال
 فی بعضہا تکلموا قل ذلت منه او کثر
 فهو بنزلة المجتهد للظن المنسوبان
 سلخ ذلک منهم من غیر یقین کامل
 وکان اکثرہ قولہ الاثریہ واللفظ
 من تلك القواعد الممهدة کاکثر
 متطببة هذه الازمنة المتأخرة
 فهو بنزلة المجتهد فی الذہب وکذلک لک
 کل من نظم الشعر فی هذه الازمنة اما
 ان یقتصر فی ذلک بأشعار العرب ویمتد
 او لا ھو وقوفہم اسما لیتصلدھم او
 بأشعار العجم فهو بنزلة المجتهد المستقل
 فلو ان کان هذا الشاعر مخترا کلا فاع
 من الغزل والتشہیل والبلح والھجو والوعظ
 وانما العجائب فی الاستعارات والبلع
 مما لم یسبق الی مثله بل تنبہ لک بعض
 صفا فاعز النظم بالنظم وقاس الشیء بالشیء
 واقف علی ان یفعل کما فعلوا فی خواص

اور اس بات پر قادر ہو کہ جیسا او نہ سوچ کیا ہو کر لی اسنو
 دو اور ان کو خواص کچھ طبیبیون انہیں گفتگو نہیں کی
 پہچان لی اور یہی روئے اسباب ودر علامات وعلامہ کہ پہلو
 و جیسا نہیں کیے او کو بیان کر دی اور بعض امور میں کہ کچھ
 طبیبیون کلام کیا ہو انکی مخالفت کر خواہ یہ مخالفت کم ہو
 یا زیادہ تو ایسا شخص بنزیر مجتہد مطلق منتسب کہ ہو اور اگر کو بہتر
 کچھ لوگوں کی بدون یقین کامل و تسلیم کرے اور اسکی بڑی
 غرض شریون اور مجتہد نہ بنانا اور ہی تو اسکی مجتہد
 ہو کچھ ہو چکے ہوں جیسو اکثر طبیبان کچھ وقت کے ہیں تو ایسا
 شخص سچا مجتہد فی الذہب کہ ہو اسطرح ہو کوئی نہیں نہ
 میں شعر نظم کرتا ہو یا تو اس باب میں شعر اسے عربی
 اقتدا کرتا ہو اور انکے وزن اور قافیہ اور تصنیف کو
 طور پر کرتا ہو یا شعر اسے عجم کا اقتدا کرتا ہو تو شعر اسے
 عرب اور عجم سے مجتہد مستقل کہ ہیں سپر اگر بحال
 کا شاعر اقوام غزل اور تشہیل و بلح و ہجو و غرض
 کا سوجہ ہو اور استعارات و غیرہ کو عجیب و غریب
 و زہنگ سے لاؤ کہ کچھ اس جیسا کسی نے نہ کیا ہو
 تو اس زہنگ کو کچھ لوگ بعض صنعتوں سے واقف ہو
 لکھا لا ہو اور نظیر کو نظیر پڑھا لا اور ایک چیز کو دوسری چیز
 پر قیاس کر لیا ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ ایسی بحر
 ایجاد کرے جہیں پہلے کسی نے شعر نہیں کہا

مرۃ فیما بین احادیث بلد واحادیث
 بلد اخر و مرۃ فی احادیث بلد واحد
 فیما بینہا وانتصر کل رجل لشیئہ فیما
 رأی من الفرائسۃ فانتسح الخرق و کثر
 الشعب ھجم علی الناس من کل جانب
 من الاختلاف و ما لولین بحساب
 فبقوا متحیون مدهوشین لا
 یستطیعون سبیل و ختہا ھم تائیدین
 رہبر و اھل الشلفۃ قواعیم بالیستقلات
 و فتح لمن بعدہ بابا ابی باب
 و انقرض المجتہد للطلو للتسبب فی
 مذهب الامام بیحیفۃ بعد المائۃ
 الثالثۃ و ذلک لانه لا یکون الا مجتہدین
 و اشتغالھم بعلوم الحدیث قلیل قذیا
 و حدیثا و انما کان فیہ المجتہد و فی
 المذہب و ہذا الاجتہاد اراد من قال لا
 الشرط للمجتہد حفظ المبسوط
 و قل المجتہد المنتسب فی مذهب مالک
 و کل من کان منہو ھذا للذللۃ
 فانہ لا یعد تفرده و جہانی للکتاب
 للخرق ابن عبد البر کا لقا علیہ و یکرا ابی العز

ایک یہ کہ ایک شہر کی حدیثوں اور دوسرے شہر کے
 حدیثوں میں ہوا دوسرے یہ کہ ایک شہر کی حدیثوں میں
 باہم اختلاف ہوا اور ہر شخص اپنے استاد کی حمایت کو
 قول میں کی جو ادنیٰ فرست سے تجویز کیا تھا عرض کی غیر
 بڑھ گیا اور شاخیں بہت ہو گئیں اور گوئیں ہر طرف ایسا
 آچر اچکا کہ حساب تھا ان لوگ حیران اور مدہوش ہو گئے کہ کوئی
 راہ نہ پاسکتے تھے یہاں تک کہ ان کو ان کی پروردگار کی طرف سے
 مدد پہنچنے لینی نام شافی کو دل میں دو قاعدہ دے گئے
 جسے انہوں نے مختلف حدیثوں کی تطبیق کی اور پیچھلے کو
 لئے دروازہ عجیب طرح کا کھول دیا۔

اور مجتہد مطلق مذهب امام ابو حنیفہ میں اجتہاد میں
 صدی کے زہا اور اسکی وجہ یہ ہو کہ ایسا مجتہد نہیں ہوتا
 مگر وہی شخص جو محدث بڑے سید ہوا اور خفی علما کا مشغول ہوا
 علم حدیث میں پھلے سے اور حال میں کم رہا اور اس میں
 میں مجتہد فی المذہب ہی ہوا، ابن ادریس شخص نے کہا، جو کہ
 مجتہد کی کم سے کم شرط یہ ہو کہ مبسوط یاد کرے اور اسکے ملوہی
 اجتہاد فی المذہب ہو۔

اور امام مالک کو مذهب میں مجتہد مکتب کم ہوئے اور ہر
 کوئی اوغین سے اس مرتبہ کا ہوا اور اسکا منفرد ہونا
 کی کوئی وجہ نہیں گئی جاتی جیسے ابو عمرو ابن عبد البر کے
 نام سے معروف ہو، جیسی قاضی ابو بکر بن عمری

او اسلوباً جدیداً کنظم المشور والبراعة
 و رعاية الدين اعني كلمة تامة يهد في كل
 بيت بعد المقافية بفعل كل ذلك
 في الشعر العربي فهو بمنزلة المجتهد
 المطلق للشئ وان لم يكن خذراً واما تتبع
 طرقه فهو قطع فهو بمنزلة المجتهد في المذهب
 وهكذا الحال في علم التفسير والتصوف
 وغيرهما من العلوم

فان قلت ما السبب في ان الاول اقل من الثاني
 في اصول الفقه كثر كلام فاما نشأ الشافعي
 بمكة فها كان شافياً واخاذا واجتهد
 سببه ان الاول كان يجمع
 عند كل واحد من هذه احاديث
 بلده واناره ولا يجمع احاديث البلاد
 فاذا تعارضت عليه الادلة في احاديث
 بلده حكم في ذلك
 بالتعارض من الفراسة
 بحسب تيسره فها جمع في عصر الشافعي
 احاديث البلاد جميعا فوقع التعارض
 في احاديث البلاد ومختاراً
 فقهاها مَرَّتَيْنِ

۷۷

یا کوئی نیا و ہنگ نکلے مثلاً ثنوی اور رباعی کا بنانا
 اور ردیف کا التزام کرنا یعنی کسی پور کلمہ کو ہر بیت میں
 بعد قافیہ کے کر لانا اور یہ سب باتیں شعر عربی میں کر کے
 تو وہ بمنزہ مجتہد مطلق منتسب ہے اور اگر شاعر حال مجتہد
 نہیں بلکہ صرف پچھلے شاعر کے طریقوں کی پیروی
 کرتا ہے تو وہ بجائے مجتہد فی المذہب کے ہے۔ اور
 ایسا ہی حال علم تفسیر اور تصوف اور ان کے سوا
 دوسرے علوم میں ہے۔

اور اگر یہ کہو کہ اس کا سبب کہ پچھلے لوگوں نے اصول
 فقہ میں بہت کلام نہیں کیا اور حنبلی نام شافعی
 پیدا ہوئے تو انہوں نے اصول میں کلام شافعی کیا
 اور فائدہ پہونچایا اور خوب بیان کیا تو میں کہتا ہوں کہ
 اس کا سبب یہ تھا کہ سلف میں ہر ایک کے پاس اپنی
 شہر کی حدیثیں اور آثار جمع تھے سب شہروں کی حدیثیں
 مجتمع تھیں حنبلی کے پاس دبلین متعارض تھیں
 یعنی اس کے شہر کی حدیثوں میں اختلاف ہوتا تو وہ
 اس اختلاف میں ایک قسم کی فراست سے جیسے اسکو
 بن سکتا حکم کر دیتا۔ پھر امام شافعی کے زمانہ میں سب
 شہروں کی حدیثیں ایک جا اکٹھی ہوئیں اور شہروں
 کی حدیثوں میں اور ان کے فقہاء کے اقوال
 مختار میں دو صورت سے اختلاف ہوا

والکثر ما اعتنا بترجیح بعض الاقوال
 والوجه علی بعض وکل ذلک یختص
 علی من ادس المذاهب واشتغرها وکان
 اوائل اصحابه مجتهدین بالاجتهاد المطلق
 لیس فیهم من قبله فی جمیع مجتهداته
 حتی تنشأ ابن سیرج فاس قواعد
 التقليد والتخریج ثم جاء
 اصحابه یشون فی سبيله
 ویسجدون حل منواله والک
 بعد المجد ^{علی} رؤس المذنبین ^{فی} الله علم
 ولا یخفی علیه ایضاً ان مادة مذهب
 المشافعی من الاحادیث والاقوال
 مدونة مشهورة مخدومة ولم یتفق
 مثلاً ذلک فی مذاهب فرائد مذهب کتبا
 المعانی ورواکی متفلاً علی الشافعی ^{فمن}
 بنی علیه مذهبه وصحیح البخاری صحیح مسلم
 وکتب الی داود والترمذی وابن ماجه والدار
 ثم سند الشافعی وسنن النسائی وسنن
 الدارقطنی وسنن البیهقی وشرح السنه
 للبعثی ما البخاری فانه وکان مستباً ^{فمن} الشافعی
 موثقاً له فی کثیر من الفقہ

اور بعض اقوال اور وجہ کو بعض پر ترجیح دینے کے اہتمام میں
 سب سے زیادہ ہوا اور یہ سب باتیں اس شخص پر پڑیں
 نہیں جسے مذہبوں کی شراوت اور ان میں شغلی رکھی ہو
 اور امام شافعی کے پچھلے شاگرد سب مجتہد تھے اور نیز
 کوئی ایسا تھا کہ امام کے سب جہادی مسالون میں
 امام کی تقلید کرتا ہو یا نہ کیا ابن سیرج پیدا ہوا اور تعلیم
 اور تخریج کے قاعدوں کی بنیاد ڈالی پھر اس کے شاگرد آئے کہ
 او سکی راہ چلے اور اس کا وہنگ اختیار کیا اسی ابن سیرج
 کو ان مجتہدین میں گنا جانا ہوا جو صد ہونے سے فرما رہے
 ہوتے ہیں والہ اعلم۔

اور مذاہب کے ماہر پر یہ بات بھی پوشیدہ نہیں کہ مذہب
 شافعی کی اصل احادیث اور آثار سے مرقوم اور مشہور
 ہو جس کی خدمت علما کی ہو اور ایسی بات دو مکتبہ مذہب
 میں واقع نہیں ہوئی مثلاً ان کے مذہب کی اصل
 کتاب موطا ہو اگرچہ وہ شافعی سے پچھلے کی ہیں لیکن شافعی
 نے اس پر اپنی مذہب کی بنیاد ڈالی اور نیز ان کے مذہب کی
 اصل یہ کتابیں ہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ابوداؤد
 اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دلمی پر مشتمل شافعی اور
 سنن نسائی اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور بیہقی
 کی شرح ستہ۔ ان میں سے بخاری اگرچہ منسوب
 بشافعی اور بہت سے فقہ میں ان کے موافق ستہ

وَأَمَّا مَذْهَبُ أَهْلِ كُوفَةٍ قَدِيمًا
وَحَدِيثًا وَكَانَ فِيهِ الْمُجْتَهِدُونَ وَنَاطِقَةٌ
طَبَقَةٌ إِلَى أَنْ يَنْفَرُ فِي الْمِائَةِ التَّاسِعَةِ
وَأَفْضَلُ الْمَذْهَبِ فِي كَثَرِ الْبُلَادِ الْإِسْطِ
قَلِيلُونَ عَصْرٌ وَبَعْدُ أَدَامَةٌ وَنَزَلَتْ هُنَا
أَحْمَدُ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ بِعِزَّةِ مَذْهَبِ
أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدُ مِنْ مَذْهَبِ ابْنِ حَنِيفَةَ
أَنَّ مَذْهَبَهُ لَمْ يَجْعَلْ فِي التَّدْوِينِ مَعَ مَنْ
الشَّافِعِيُّ كَمَا دُونَ مَذْهَبِهِمَا مَعَ مَذْهَبِ
ابْنِ حَنِيفَةَ فَلَذَلِكَ لَوْ بَعْدَ أَمْدٍ هَا وَهَذَا
فِي مَا نَزَلَتْ وَفِيهِ أَعْلَمُ وَلَيْسَ تَدْوِينُهُ
مَعَ مَذْهَبِ عَسِيرًا
عَلَى مَنْ تَلَقَّاهُمَا
عَلَى وَجْهِهِمَا

وَأَمَّا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ فَكَثَرُ الْمَذَاهِبِ
مُجْتَمِعَةٌ أَمْلَقًا وَمُجْتَهِدٌ أَفْضَلُ
وَكَثَرُ الْمَذَاهِبِ أَصُولِيًّا وَمَتَكَلِّمًا
وَأَوْفَوْهُمَا مَفْسَرُ الْقُرْآنِ شَاخُ الْحَلَقِ وَاسِدُهَا
الْإِسْنَادُ أَوْ رِايَةُ وَقَوَاهَا ضَبْطُ النُّصُوحِ
الْإِمَامُ وَاشْدَاهَا تَبْيِيزُ الْبَيْنِ
أَقْوَالُ الْإِمَامِ وَوُجُوهُ الْأَصْحَابِ

اور امام احمد ک مذہب کی یہ حال ہو کہ وہ پچھلے ہی ادیب
ہی کہ رہا ہو اوسمین مجتہد ہر طبقہ میں ہو گیا تھا کہ
نویں صدی میں موقوف ہو گئے اور بہت شہر و غیر
یہ مذہب سست ہو گیا یاں کہ آدمی مطر اور بغلامین
میں اور امام احمد کے مذہب کی نسبت امام شافعی کے
مذہب کی ایسی ہو جیسے ابو یوسف اور محمد کے مذہب کی
نسبت امام ابو حنیفہ کو مذہب کی اتنا فرق ہو کہ امام کا
مذہب لکھنے میں امام شافعی کے مذہب کے ساتھ لکھا
نہیں کیا گیا جیسے صاحبین کا مذہب امام ابو حنیفہ کے
مذہب کے ساتھ لکھا گیا اسیدو جسے ہمار خیال میں
امام احمد اور امام شافعی کا مذہب یک مذہب نہیں لگایا
والہ اعلم اور امام احمد کو مذہب کو امام شافعی کا مذہب
کے ساتھ لکھا اوس شخص پر رشوا زمین جسے دو لون
مذہبون کو درستی سے سیکھا ہو۔

اور مذہب امام شافعی کا یہ حال ہو کہ اوسمین مجتہد
مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصولی اور اہل
کلام اور قرآن کے مفسر اور حدیث کے شارح اور
مذہبون کی نسبت بہت زیادہ ہو سکے اور یہ مذہب
اسناد اور روایت میں اور دوسرے درست تر اور
تصریحات امام کی ضبط کرنے میں قوی تر اور
اقوال امام کو وجہ ہما کی علیحدہ کرنے میں پختہ

لما تعرض عن الخلاف الى اشارة المريد في فضة
 الخلافه الى قوم توكلوها بغير استحقاق
 ولا استقلال لعل الفتوى والحكام
 فاضطر والى الاستعانة بالفقهاء والاستصحاء
 في جميع احوالهم وقد كان يفتي بالعلماء من هو
 مستر على الطراز الاول ومداهم من صفو
 فكانوا اذا طلبوا له روى واعرضوا لاهل
 تلك الاعصار عن العلماء واقبالا انهم عليه
 اعرضهم فاشربوا بطلب العلم توصلا الى
 نيل العود ذلك الحياء فاجمع الفقهاء بعد
 ان كانوا مطلوبين طالبين بعد ان كانوا
 اعز بالاعراض عن السلاطين اذلة
 بلا قبل اعلمهم الامن وفتحه الله قد كان
 قبلهم قد صنف ناس في علم الكلام والفتوى
 القيد والقال والاراد والجواب فتميز بين
 المجدل افزع ذلك عنهم عتوق من قبل ان
 كان من الصبر والملاوغة في ماله نفسه
 المناظرة في الفقه وبين الاول من هذا الشا
 واجتنبه فخر الاسلام في العلم والفتوى
 للسلك الخلافية في الشافعي في حقيقته
 وقد كلفوا في الخلاف مع المالكية والحنابلة

کہ جب خلفا سے ارشیدین مسد میں کا زمانہ گذر گیا تو
 خلاف ایسے لوگوں کو پہنچی جو دن و نیاق حاکم ہو اور علم
 فتویٰ اور احکام کو خوب بجاتے تھے لہذا فقہاء مدینے
 اپنی سبائتوں میں ان کو ساتھ رکھنے کیلئے مجبور ہو سکے
 اور فتوہ علما میں ایسے لوگ باقی تھے جو پچھلے دہائی
 جیسے ہوئے اور دین صاف پرانی ہوئے تھے جب ان کو کوئی
 بلاتا تو بہا گئے اور درگاہ کی کرتے۔ اس زمانہ کو گونہ
 علما کی عزت اور باوجود ان کی روگردانی کے کام کا ان کی
 طرف متوجہ ہونا دیکھا لہذا حصول عزت و جاہ کیلئے طلب علم پر
 جب تک پڑے تو فقہاء و مطلوب طالب بن گئے اور سلاطین و گورانی
 کی وجہ سے عزت رکھتے تھے ان کی طرف متوجہ ہونے سے ذیل میں
 مگر حکماء و علما کی توفیق دی۔ اور ان کے پیشتر کے کچھ لوگ علم
 کلام میں تصنیفین کر چکے تھے اور بت سی گفتگو اور فتنہ
 اور جواب و مناظرہ کا طریق کی تمہید کر چکے تھے ان باتوں
 ان کی خوب بن بیدی پیشتر سے کہ روایا اور کلام میں سے
 ایسے لوگ ہوں جن کا دل نقد میں مناظرہ کرنے اور
 مذہب امام شافعی اور امام ابو حنیفہ میں سے بہتر کے
 بیان کر نیکی طرف مائل ہو پس بعد کلام کی رغبت کے
 لوگوں نے علم کلام اور فنون علم دین کو چھوڑ دیا اور
 ان مسائل کی طرف متوجہ ہو جنہیں شافعی اور ابو حنیفہ
 کا خلاف ہے اور مالک اور سفیان اور احمد بن حنبل

فقد خالفه ايضاً في كثير من الامور
 ما تقدم به من مذاهب الشافعي واما ابو داود
 والترمذي فها هما جدهما من نسب ان الى
 احمد واسحق وكذلك ابن ماجة والدارقطني
 فيما ذكره الله اعلم واما مسلم وابوالعباس
 جامع مسند الشافعي والام والذين ذكرنا
 بعد فمهم منفردون لمذهبه الشافعي صلو الله
 واذا احطت بما ذكرنا فافهم عندك ان من
 عادي مذاهب الشافعي يكون عدياً عن جميع
 الاجتهاد للطلق وان علم الحديث
 قد ابى ان يناع لمن لم يطفل
 على الشافعي واحصاه

ع

وكن طفيقتهم على ادب
 فلا امر شافعي اسو الادب

باب حكاية ما حدث

والناس بعد المائة الاربعة
 ثم بعد هذه القرون كان ثلث خرون
 ذهبوا اليها واثلاً وحدث فيهم
 امور منها الجدل والخلاف في علم الله
 وتفصيله على ما ذكره الغزالي انه

پھر بہی بہت سی باتوں میں ان کا خلاف کیا ہوا اور اس پر
 جن مسائل میں وہ ملحد ہوئے ہیں وہ مسائل امام شافعی
 کے مذہب کے شمار نہیں ہوا اور ابو داود و ترمذی و دونو
 مجتہد ہیں اور نسوب امام احمد اور اسحق کی طرف اور اسطر
 بما خیال میں ابن ماجہ اور دارمی ہیں والہ اعلم
 اور مسلم اور ابوالعباس اصم جسے مسند شافعی اور کتابوں
 جمع کیا ہوا اور وہ لوگ جن کا ذکر مجھے بعد مسند شافعی کے
 کیا ہوا وہ لوگ مذہب شافعی سے علیحدہ ہیں جو ان کے
 اصول کو سواد و سراسر اصول رکھتے ہیں۔ اور جب تم یہاں
 تقریر پر خوب واقف ہو جاؤ گے تو تم کو واضح ہو گا کہ جو کوئی
 مذہب شافعی سے دشمنی رکھتا ہو تو وہ اجتہاد مطلق کو رتبہ سے
 محروم ہوا اور علم حدیث اس بات کا منکر ہو کر ایسے شخص کی
 خیر خواہی کری جو شافعی اور ان کے ہمراہیوں کا طفیل بنی
 ادب کی راہ سے ان لوگوں کا طفیل بنے۔
 سفارشی میں نہیں دیکھتا ادب کے سوا۔

باب اول ان باتوں کے بیان میں جو چوتھی صدی کے
 بعد لوگوں میں پیدا ہوئیں۔

پھر ان قرون کے بعد دوسرے لوگ ہوئے جو
 اوپر اوپر ہر گئے اور ان میں بہت سے امور پیدا ہوئے
اول لڑائی جھگڑا علم فقہ میں اور اسکی تفصیل
 امام غزالی کی بیان کے موافق مجھے ہے۔

وانها لا تصح بحار واية عن ابي حفص
 وصاحبيه وانه ليست المحفوظة
 عليها والشك في جواب ما يرد عليها من
 صحتها المتقدمة في استنباطها كلف
 البرزخ وغيره احسن المحفوظات
 والجواب عما يرد عليه مثالا فهو اصول
 الخاص من غير ان يلحقه البيان وصح
 مجتنب الروايل في قوله تعالى اسجدوا
 واكبروا وقوله تسلموا بغير افعال
 حتى يفيظ وفي الركوع والسجود
 يقولون بغيره الاطمیناء ولم يجعلوا
 الحديث بيانا للآية فورد على
 منيع هو في قوله تعالى
 واسجدوا برؤسكم وسجدوا
 عليه وسلم على ناصيته حيث جعلوا
 بيانا وقوله تعالى الزانية والزان
 فاجله والآية وقوله تعالى الشان
 والشرقة الآية وقوله تعالى حتى
 تنكح زوجا غيره
 وما لحقه من البيان بعد
 ذلك فتكلفوا الجواب

انكى رواية ابو حنيفة ورواها حنبل
 هوني اور ان اصول کی نگاہت کر لو ان حضرت
 جواب میں تکلف کرنا جو ان اصول پر تہمین کی استنباط
 کی کارروائی سے پرتی ہیں جیسے برودوسی وغیرہ
 کہ تہمین لائق تر نہیں بہ نسبت نگاہت اور ان اصول
 خلاف اور اسکا قرضات کو جواب کے او کی مثال
 یہ کہ انھوں نے قاعدہ پر کہ خاص خود بیان کیا ہوا ہوتا
 اسکو بیان نہیں لائق ہوتا اور اس قاعدہ کو کچھ لوگوں نے
 فعل ہو گا لا ہوا اس آیت میں سجد اور کھڑا ہو کر اور
 کر اور اس حدیث میں کہ آدمی کی ناز کا فی نہیں ہونی
 جب تک وہ اپنی پشت کو سجود اور سجدہ میں برابر کر لیتے
 اس حدیث کے ائمہ ان کو فرض نہ کر قابل نہیں ہو کر
 حدیث کو آیت کا بیان نہ کرنا تو ان کو اس فعل پر فرض ہوا
 اس آیت میں اس کو ابرو کے نیچے سر کرنا پڑتا ہے اور حدیث میں
 آنحضرت صلی علیہ وسلم کے سر کے نیچے ہشتانی پر کہ بیان حدیث کے
 بیان آیت کا اثر ہے۔ اور نیز آیت الزانية والزانى فاجله واجنه
 عورت و مرد زانی کے کوڑے مارو۔ اور آیت الساف ساف
 فاطمہ یعنی چور و اور عورت کے ہاتھ کاٹو۔ اور آیت حتی تنکح
 زوجا غیرہ یعنی جب تک دو ستر شوہر سے نکاح نہ کرے اور بعد
 ان آیتوں کے ساتھ جبریاں حدیث سے لائق ہوا ہے اور اس
 اور نہ انھوں نے اس کے جواب میں اور نہ انھوں نے تکلف کیا

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵

و غیر هم و زر عمان ضم استنباط قاض
 الشرع و تقریر علی المذهب و تصدیقاً
 و اکثر و ایزد التتبع و الاستنباطات
 و رہوا فیہ انواع المجادلات المصنیفا
 و هم مستمرین علیہ الی الان
 لسانہم فی ما الذی قد سر
 اللہ تعالیٰ فی ما بعد ہا من العصا
 انتہی حاصل
 و اعلم ان وجہ الذہور عن ان
 بناء الخواصین ایضیفة و الشافعی علی
 هذه الاصول المذكورة فی کتاب البند و
 و نحوہ و اما المحتوان اکثر ہا اصول
 مخرجة علی قولہم و عند المسألة
 القتالة باز الخالص مین و لا یلحق البیان
 و از الزیادة فیہ دان العام قطعاً
 و ان لا یخرج بکثرة الرواة و انہ لا یجوز
 شیء غیر القیہ اذا النسبة باب الراى
 و لا عبدة بضمہم بشرط و الوصف اصلاً
 و ان موجب الامر هو الوجوب
 البتہ و امثال ذلک اصول
 مخرجة علی کلام الائمة

فی حدیث پیش رو علی کہنے
 میں نے کئی شہید صفت پیدا کیا
 کیا یہ تو جس عالم و شہید صفت
 ہو گا کہ قول شافعی کی مانتی
 ہوا اور اس کی مانتی
 کہنے ہیں اور تحقیق کے نزدیک یہ
 مفہوم متعین نہیں لیکن یہ ہوا ان
 کہ جان شرط اور وصف ہوا ان
 حکم ہی ہوا
 اگر مفید ہو کہ ہوا ان و شافعی
 اور احسان اور وقت و شافعی

اور ان کے سو کے خلاف میں چشم پوشی کی۔ اور یہ
 بیان کیا کہ ہماری غرض شریعت کی باریکیوں کو نکالنا
 اور نہ بیک ملتوں کو ثابت کرنا اور فقہاء و اصول کو تہ
 کرنا ہوا اور اس باب میں انہوں نے بہت سی تصنیفیں اور
 استنباطات لکھے کہ اور اقسام جدال اور تصنیفات ترتیب
 اور ایک ہی حال پر چلے جاتے ہیں اور ہر کو معلوم نہیں کہ
 آئندہ زمانوں میں خدا سے تمکنت کیا مقدر کیا ہے
 حاصل امام غزالی کے قول کا ختم ہوا۔

اور جانتا چاہیے کہ میں نے او میں سے اکثر و نکتہ ہوئے
 پایا کہ باختلاف کی ابو حنیفہ اور شافعی کو دیکھا اور ان
 ہی اصول پر ہر کتاب بنرودی وغیرہ میں مذکور
 ہیں اور حق یہی ہو کہ ان میں سے اکثر اصول ان کے قول
 پر ختم ہو گئے ہیں۔ اور کسی نزدیک یہ کہ مسائل مفصلہ
 یعنی اول جھکے خاص میں ہر اس کو بیان مانتی نہیں ہوتا
 دوم یہ کہ زیادتی نامہ ہوتی ہو سوم یہ کہ عام قطعی
 ہوتا ہی خاص کی طرح چھارم یہ کہ راوی نامی کثرت سے
 ترجیح نہیں ہوتی نجم یہ کہ عمل غیر فقیہ کی حدیث پر
 نہیں جس صورت میں کہ رائے کا باب بند ہو ششم
 جھکے کہ مفہوم بشرط اور وصف کا چھکے اعتبار نہیں ہوتا
 یہ کہ امر کا مضمون یقینی واجب ہوندا ہے اور اس طرح
 اور مسائل ایسا اصول ہیں کہ ان کو نہ کلاموں کے ذہن

ثور و علیہم کثیر من صناعیہم
 کقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الزکوٰۃ
 السائۃ زکوۃ فتکلفوا فی الجواب
 واصلوا لہ لا یجب العمل بحدید
 الفقہیہ اذا سئد بہ باب الراس
 وخرجوا من صنیعہم فی تزاحم
 المصراع ثور و علیہم حدیث الفقہیہ
 وحدیث عدم فساد الصواب لکل
 ناسیا فتکلفوا فی الجواب امثال
 ذکرنا کثیر لا یخفی علی المتنبع
 یتبع لکیفہ الرطالۃ فضلہ علی
 ویکفیہ لیلۃ علی هذا قول المحققین
 مسئلہ لا یجب العمل بحدیث من اشتر
 بالاضطرار والعدالۃ وفاقہ اذا سئد
 بالارای کحدیث المصراع ان هذا
 مذهب عیسٰ بن لیان واختاره
 کثیر من المتأخرین وذهب
 الذریعہ کثیر من العلماء الی عدم
 اشتراط فقہ الراوی لتقدم الخبر
 القیاس وقا لوالہم یقبل هذا
 القول عن اصحابنا

بہر اوان پر بہت سے اعتراض و تکرار سے دارو ہوی
 جیسے ان حضرت صلعم کا فرمانا کہ چنے والے دنوں میں
 زکوٰۃ ہو تو ان دنوں کے جواب میں تکلف کیا۔ اور ایک قاطع
 تہرا کہ حدیث غیر فقیر پر عمل کرنا واجب نہیں جس میں
 میں کہ اس کے راسے کا باب بند ہو اور اسکو بھی اور ان
 نے پھلے لوگوں کی نفس سے نکالا حدیث مصرعہ پر عمل کرنے
 سے بہر اوان پر اعتراض ہوا ائمہ کے حدیث اور مہجول کہ
 کہا نیسے روزہ نجائی حدیث کا جواب میں تکلف کیا
 اور اس جیسے باتیں کہ چنے ذکر میں بہت ہیں تلاش
 کرنے والے پر بھی نہیں اور جو تلاش کرے تو اسکو کام
 کا دار کرنا ہی کافی نہیں اشارہ کا تو کیا ذکر۔ اور
 تنکوا پسر ہی دلیل کافی ہے کہ اس سال میں رکوع
 شخص ضبط اور عدالت میں مشہور ہونے فقہین کے
 حدیث پر عمل کرنا واجب نہیں جس میں کہ راسے
 کا باب مسدود ہو جیسے مصرعہ کی حدیث ہی محقق اپنے
 کہتے ہیں کہ یہ نہ عیسٰ بن ابان کا ہے اور بہت سے تخریج
 نے اسکو پسند کیا ہے اور کفری کا مذہب اور بہت سے علماء
 جنہوں نے اسکی منافقت کی ہے یہ کہ راوی کا فقیہ
 ہونا شرط نہیں کیونکہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہوتی
 ان لوگوں کا یہ قول ہے کہ راوی کے فقیہ ہونے کی
 شرط ہمارے اصحاب سے منقول نہیں

۱۰
 اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ رکھے تو اسکو کام
 کا دار کرنا ہی کافی نہیں اشارہ کا تو کیا ذکر۔ اور
 تنکوا پسر ہی دلیل کافی ہے کہ اس سال میں رکوع
 شخص ضبط اور عدالت میں مشہور ہونے فقہین کے
 حدیث پر عمل کرنا واجب نہیں جس میں کہ راسے
 کا باب مسدود ہو جیسے مصرعہ کی حدیث ہی محقق اپنے
 کہتے ہیں کہ یہ نہ عیسٰ بن ابان کا ہے اور بہت سے تخریج
 نے اسکو پسند کیا ہے اور کفری کا مذہب اور بہت سے علماء
 جنہوں نے اسکی منافقت کی ہے یہ کہ راوی کا فقیہ
 ہونا شرط نہیں کیونکہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہوتی
 ان لوگوں کا یہ قول ہے کہ راوی کے فقیہ ہونے کی
 شرط ہمارے اصحاب سے منقول نہیں

لَمَّا هُوَ مَذْكُورٌ فِي كُتُبِهِمْ وَلَهُمْ
 أَصْلُ الْإِنْعَامِ قَطْعُ كَالْحِصْنِ
 وَخُرُوجُهُ مِنْ صَنِيعِ الْإِوَاتِلِ فِي
 قَوْلِهِ تَعَالَى فَاقْرَأْ مَا كَتَبْنَا مِنَ الْقُرْآنِ
 وَقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلُ
 الْإِنْعَامِ قَطْعُ الْكِتَابِ حَيْثُ لَمْ يَجْعَلُوا
 خُصْمًا وَفِي قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِيمَا سَقَتِ الْعِيُونَ الْعَشْرَ الْحَدِيثِ
 وَقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ فِيمَا كُنْ
 حَسَنَةً أَوْ سَقِ صَدَقَةً حَيْثُ
 لَمْ يَخْصُوهَ بِهِ وَتَحْذِذُ لَكَ
 مِنَ الْمَوَادِّ تَحْذِيرٌ عَلَيْهِمْ
 قَوْلُهُ تَعَالَى فَمَا اسْتَيْسَرَ
 مِنَ الْهَدْيِ وَإِنَّمَا هُوَ الشَّاةُ
 فَمَا فَوْقَهُ لِبَيَانِ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّفُوا
 فِي الْجَوَابِ وَكَذَلِكَ أَصْلُ
 أَنْ لَا حِدَّةَ بِمَقْصُودِ التَّحْذِيرِ وَالْوَصْفِ
 وَخُرُوجُ جَمْعِهِمْ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى
 فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ
 طَوْلًا أَلِيَّةَ

لہ اسوجہ سے کہ آیہ مافہم
 من القرآن میں لفظ عام ہے کہ
 دھار کا کٹنا نقص نہیں ہو سکتا
 یہاں حدیث ان الفاظ سے ہے
 ہی لفظ عام ہے کہ ان الفاظ میں
 مخصوص کی گئی ہے
 کو نہیں کہ پانچ میں سے کسی ایک
 میں تو عام لفظ ہے جو کہ آپ میں
 سے خاص ہے جو کہ آپ میں
 لفظ عام ہے جو کہ آپ میں
 ہے کہ یہی لفظ عام ہے جو کہ آپ میں
 کے کیوں بیان فرمایا ہے

جیسے کہ اوکئی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور ایک قاعدہ
 اور ہندوں یہ ٹہرا کہ عام قلعی ہوتا ہو شل خاص کے
 اسکو اور ہندوں نے شہد میں کے فعل سے نکالا ہے اس
 آیت میں فاقراؤ ما تیسر من القرآن یعنی پڑھو جو یہ سورہ
 سے اور اس ارشاد آنحضرت صلی علیہ وسلم میں کہ نماز نہیں ہوتی
 مگر سورہ فاتحہ سے کہ اس حدیث کو ارشاد خداوندی کا مخصوص
 نہیں ٹہرایا اور نیز آنحضرت صلی علیہ وسلم کہ ارشاد میں کہ جس
 کھیتی میں چھوٹا پانی دیا جاوے دسواں حصہ ہو
 آخر حدیث تک اور اس ارشاد میں کہ پانچ دسویں
 سے کم میں صدقہ نہیں کہ اس حدیث کو پھیلے گا
 مخصوص نہیں ٹہرایا اور اسطرح کی اور مثالیں
 ہیں پہر اون لوگوں پر یہ اعتراض ہوا کہ اس آیت
 میں فاما تیسر من الہد سے لینے جو ہرے تیسر
 ہو مراد ہرے سے بکری اور اس سے زیادہ
 ہو بوجہ بیان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تو انہوں نے
 جواب میں تکلف کیا۔ اسی طرح انہوں نے
 یہ قاعدہ مقرر کیا کہ مفہوم شرط اور وصف
 کا اعتبار نہیں اور اسکو پھیلے لوگوں کے
 عمل سے نکالا اس آیت میں
 فمن يستطيع منكم طولا
 یعنی جو کوئی تم میں سے قادر نہ ہو مال پر

وامثالهما ان ذلك من

تخریجات الاصحاب وليس

مذهبا في الحقيقة

ووجدت بعضهم يزعم ان بناء

المذهب على هذه المھاورات الجدلية

للذكورة في مبسوط الشرح والهداية

والتبيين ونحو ذلك ولا يعلم

ان اول من اظهر ذلك فيہو المعزلة

عليہ بناء مذهبہ ثم استطاع ذلك لآخر

توسعا حتى لا يذہا الطالب ان اولئك

والله اعلم وهذه الشبهة لا يحل كثير

منها كما ههنا في هذا الكتاب

ووجدت بعضهم يزعم ان هناك فقيها

لا ثالث لهما الظاهرة واهل الراي كل

قاس استنبط من اهل الراي كل واحد

ليس المراد بالراي نفس الفهم العقل فان ذلك لا

ينفك من احد من العلماء ولا الراي لا يقيد

سنة اصلا فانه لا يتخلل مسلم البتة ولا الفقه

على الاستنباط والقياس فان احمد لا يحق بل

المشايخ ايضا ليسوا من اهل الراي

بالا تفاهة ويستنبطون ويقيسون

ان جیسے اور مسائل میں کہتے ہیں کہ یہ باتیں ہیں

کے تخریجات سے ہیں واقع میں مذہب نہیں

ہیں۔

اور بعض کہتے ہیں کہ پایا کہ مذہب کی بنیاد ہی مھاورات

پر ہے جو مبسوط شرحی اور ہادیہ امتین اور دیگر کتب میں

معلوم ہیں اور وہ یمنین جانتے کہ ان کو نوین ہیں

کو فرقہ مقرر نے ظاہر کیا اور اس پر ان کے مذہب کی بنا

نہیں ہے ان مھاورات کو چھلانے اور طلبہ کے ذہنوں کے

تیز کر نیو کسی اور مطلب کے لیے پھیلے لوگوں کو اس کو چھپا

سمجھا کر علم اور ان شہنشاہوں کو سکون میں رکھ دیا

باتوں سے حل ہوتے ہیں جن کو ہم اس کتاب میں نمونہ

اور بعض کو کہتے ہیں کہ پایا کہ مسلمانوں میں دو فرقہ

ہیں جن کا تیسرا نہیں ایک ظاہری دوم ارباب

راسے اور جو کوئی قیاس اور استنباط کرے وہ اہل

راسے سے ہے بخدا یوں ہرگز نہیں بلکہ اسی سے قصور

نقص فہم اور عقل نہیں کیونکہ اس بات سے تو

کوئی عالم جدا نہیں ہوتا اور نہ وہ راسے مقصود ہے

احمد و سنت پر کچھ بھی نہ ہو کیونکہ کوئی مسلمان یقیناً

ایسی راسے کا پابند نہیں اور نہ استنباط اور قیاس

قادر ہونا ضروری کیونکہ احمد و حق بلکہ شافعی ہی بالافق

اہل راسے نہیں ہیں حالانکہ وہ استنباط اور قیاس کرتے ہیں

بل المتقول عنهم ان خبر الواحد مقدم
على القياس القوي انه موقوف على الخبر
ابن هريرة في الصبا ثم اذا اكل
او شرب ناسيا وان كان
مخالفا للقياس حتى قال ابو حنيفة
لو كان رواية لقلت بالقياس في شرب الخمر
اختلافهم في كونه من الخيرات اخذا
من جناسهم ودر بعضهم على بعض
ووجدت بعضهم يزعم ان جميع ما ورد
في هذه الشرع الطويلة وكتب
الفتاوى الضعيفة فهو قول ابو حنيفة
وصاحبيه ولا يفرق بين القول بالخبر
وبين ما هو قول في الحقيقة ولا يحصل
مفهوم قولهم على خروج الكرخي كذا وعلى
خبر الطحاوي كذا ولا يميز قولهم
قال ابو حنيفة كذا وبين قولهم جوا
المسئلة على قول ابو حنيفة كذا
اصل ابو حنيفة كذا ولا يصح ان يقال
المحقق من المحققين كما في المتن وان
النجيم في مسئلة العشر في العشر ومسئلة
اشترط البعد من الماء ميل في التبع

۸۶

بلکہ ان سے یہ منقول ہے کہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہے
کیا یہ نہیں دیکھتے ہو کہ انہوں نے جو ہر ایک حدیث پر ذکر
کے باب میں جو کچھ سے کہا پانی سے عمل کیا اگر وہ حدیث
مخالف قیاس کے ہو یا نہ ہو کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر حدیث
کی روایت نہ ہوتی تو میں قیاس کے موافق حکم کرتا اور نیز ان
لوگوں کا بہت سے تحریکات میں جو کچھ متقدمین کے
اعمال سے لیا ہے مختلف ہونا اور باہم ایک دوسرے کا
رد کرنا ٹکوتا لگا کہ ہماری تقریر صحیح ہے۔

اور کسی کو بھی کہتے پایا کہ کچھ ان لمبی شعرون اور بڑی فتاویٰ
کی کتابوں میں موجود یہ وہ امام ابو حنیفہ و صاحبین کا
قول تھا کہ وہ یہ فرق نہیں جانتا کہ ان کے اقوال سے نکالا
قول کیا ہوا حقیقت میں ان کا قول کیا ہوا نہ علماء کے
اس قول کے معنی سمجھاؤ کہ اگر کسی کی تخریج کو موجب حکم کہے
ہو طحاوی کی تخریج کے بموجب حکم اور نہ علماء اس قول
میں تفریق نہ کرنا ہو کہ امام ابو حنیفہ نے یوں کہا ہے اور صاحبان
جواب ابو حنیفہ کے قول کے مطابق ایسا ہی اور
امام ابو حنیفہ کی اصل کے بموجب اس طرح اور
محققین حنفیہ مثل ابن ہمام اور ابن نجیم کے قول
پر کان نہیں دہرنا جو مسالہ درودہ و درودہ بنی
میں اور تعیم کے باب میں پانی کے میل
جسے درودہ ہونے کے مشروط لگانا اور

وقد نبه عليه ابن الهمام وغيره وفي ذلك الوقت سمع غير الجهد فقهرها وفي ذلك الوقت تبوأ محل المعصية الحثان الكفر صول الخلا من الفقهاء واما في المسئلة القوظم فيها انوال اصحابه في الجائزات المتكبرين المتشدين كيد العبد في ترك المعصية وقته ان يترك في مسعى ولا خفاء بل لا بد من الانفعال والالتزام في القامة ومخوذا كاهن ترجيح حال القولين وكما السالك في اختلاف في اصل التشريع رانا كان خاره فهم اول الامر ونظيره اختلاف القراء في وجه القرات قد علوا كثيرا من هذا الباب ان الصلوات مختلفة وانهم جميعا على الهدى ولذلك عين العلماء يجوزون فناء المقتنين في المسائل الاجمالية وسيلون قضاء القضاء ويعملون في بعض الصلوات بخلاف مذهبه وللخلا ترى ائمة المذاهب في هذه الموضع الا وهو يصح القول وينبتون اخرا بقول الله هذا الطور وهذا هو هذا وهذا الجواب بقولنا الا ذلك هذا في المبسوط وانا وجد وكلام الشافعي لا يخلف من بعدهم خلف اخصر وكما القوم

اور ابن همام وجميعها باتت تنبيك في اوقات متوالت من غير جهد كونه كمنه لكان اراو سبوت بين يه لوگ تعصب پر چنگ لگے سچ یہ ہے کہ خلاف فقہاء کے اکثر صلوٰتین حرف و قولوں میں ایک کو ترجیح دینا میں ہیں خصوصاً اور مسائل میں جن میں صحابہ احوال دونوں طرف ہیں مثلاً تکبیرات تشریق اور تکبیرات عمیدین اور احرام والی کا تعلق اور ابن عباس اور ابن مسعود کا تشہد اور سہ رکعت پر تہا ربہم اللہ اور ابن عباس اور طاق کنا تکبیر اور اس کا منداو باقیں باور لوگوں کا کہنا کہ اصل شریعت چوں میں اختلاف نہ کرتے تھے باور کا تعلق دونوں تو ہے بجز ایک میں تھا اور اس کی نظیر قرآن کا اختلاف وجہ تشریع میں ہوا اور اس قسم کی بہت سی باتوں کی وجہ بیان کی کہ صحابہ میں باجم اختلاف ہوا اور وہ سارے ایک راہ پر ہیں اور ہمیں وجہ تشریع کے علمائے مختلفہ و فوائی مسائل اجتہادی ہیں ہمیشہ تباہ کرتے رہے اور فاضل کے حکم ہانتے ہیں اور کچھ ہی جہد اختلاف پر ہی عمل کیا اور ایسے جگہوں میں غلط ہے کہ ایک کے لئے نہ کہہ کہے کہ وہ ہر قول کی تفسیر کرتے ہیں اور خلاف کو اس طرح سے ثابت کرتے ہیں کہ کوئی انہیں سے کہتا ہے کہ یہ قول غلط ہے تو یہ بایہ قول مختار ہے یا میرے نزدیک زیادہ مجموعہ ہے اور کوئی کہتا ہے کہ حکماء کے سوا کچھ نہیں پہنچے اور یہ بات غلط و تار محمد اور کلام شافعی میں بہت ہے۔

اور ابن ہمام وجميعها باتت تنبيك في اوقات متوالت من غير جهد كونه كمنه لكان اراو سبوت بين يه لوگ تعصب پر چنگ لگے سچ یہ ہے کہ خلاف فقہاء کے اکثر صلوٰتین حرف و قولوں میں ایک کو ترجیح دینا میں ہیں خصوصاً اور مسائل میں جن میں صحابہ احوال دونوں طرف ہیں مثلاً تکبیرات تشریق اور تکبیرات عمیدین اور احرام والی کا تعلق اور ابن عباس اور ابن مسعود کا تشہد اور سہ رکعت پر تہا ربہم اللہ اور ابن عباس اور طاق کنا تکبیر اور اس کا منداو باقیں باور لوگوں کا کہنا کہ اصل شریعت چوں میں اختلاف نہ کرتے تھے باور کا تعلق دونوں تو ہے بجز ایک میں تھا اور اس کی نظیر قرآن کا اختلاف وجہ تشریع میں ہوا اور اس قسم کی بہت سی باتوں کی وجہ بیان کی کہ صحابہ میں باجم اختلاف ہوا اور وہ سارے ایک راہ پر ہیں اور ہمیں وجہ تشریع کے علمائے مختلفہ و فوائی مسائل اجتہادی ہیں ہمیشہ تباہ کرتے رہے اور فاضل کے حکم ہانتے ہیں اور کچھ ہی جہد اختلاف پر ہی عمل کیا اور ایسے جگہوں میں غلط ہے کہ ایک کے لئے نہ کہہ کہے کہ وہ ہر قول کی تفسیر کرتے ہیں اور خلاف کو اس طرح سے ثابت کرتے ہیں کہ کوئی انہیں سے کہتا ہے کہ یہ قول غلط ہے تو یہ بایہ قول مختار ہے یا میرے نزدیک زیادہ مجموعہ ہے اور کوئی کہتا ہے کہ حکماء کے سوا کچھ نہیں پہنچے اور یہ بات غلط و تار محمد اور کلام شافعی میں بہت ہے۔

بل المراد من اهل الامای قوم فرجه و بعد
 للمسائل المجمع علیها بین المصلدین او
 بین جمہور علما فی التفریح علی اصل جمل
 من المتقدمین فكان اکثرهم حمل
 النظیر علی النظیر والردالی اصل من اصول
 دون تتبع الاحادیث والاثار والظاهر
 من لا یقول بالقیاس لا بانار الصحابة علی
 کذا و بخرم و بینہما المحققون من
 اهل السند کا حجتاً بحق
 و منها انھو اطمانوا بالانقلید و دلت علی
 صدقہ علی البطلان و ہم لا یستعززون و کان
 سبب فلتک تراحم الفقہاء و تجادلہم
 فی ما بینہم فافہوا وقت فہم المراجعة
 فی الفتوی کان کل من اقبلتہ فہم یقرر فی
 فتوہ و مر علیہ فلم یقطع الکلام
 الا بالمصلد الی تصریح جمل المتقدمین
 المسئلة و ایضاً جمل القضاة فان القضاة
 لم یجاءلوا الذہوم و لم یکنوا المنعزلین فیصل
 الایام الی العیامہ فیہ و یکنون شیئاً قدیل من
 قبل و ایضاً جمل رؤس الناس استقصا الناس من
 لا علم بالحد و لا بطریق التفریح کما ترد ذلک

المصنفین کی
 نفی کیا گیا ہے
 ۸۸
 حدیث کی تفسیر

بلکہ غرض اہل اسکے وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاں
 مسائل کے چہرہ مسلمانوں کا یا اونکے جمہور اتفاق
 ہو گیا ہے متقدمین سے کسی شخص کی اصل کے مطابق
 تخریج کی طرف توجہ کی اور انکا بڑا ہتنام یہی ہوا کہ نظیر
 کو نظیر پر محمول کریں اور اصول میں کسی اصل پر یا میں
 نہ یہ کہ احادیث اور آثار کو رد جو نہیں اور رد نظر ہر ہی وجہ
 کہ قیاس اور آثار صحابہ اور تابعین کا قائل نہوں جیسے
 داؤد بن حزم یا اور ان دونوں کو کئے چہرین محققین
 اہل سنت ہیں جیسے احمد و سنی۔
 اور انہیں دوسری بات یہ پیدا ہوئی کہ ان لوگوں کی تقلید
 پر ایمان کر لیا اور تقلید اور کنوینین میں جنہوں کی طرح
 کسی اور کو جو خبر نہ ہوئی اور وجہ تقلید کی تھا کہ انہیں کمال
 کرنا اور باہر گر جھگڑا کرنا ہوا کیونکہ حبیب و نبین فتویٰ میں
 مقابلہ پڑا تو کوئی کسی چیز کا حکم دیا اور کسی فتویٰ میں نہ تھا
 کیا جاتا اور مانا جاتا اور مدوں رد کر کے متقدمین میں سے کسی
 تصریح پر سالہ میں بحث موقوف نہ تھی۔ اور ایک وجہ تقلید
 قاضیوں کا ظلم کرنا کہ وہ کیا اکثر قاضیوں کا ظلم کیا اور میں
 تو انکے وہ حکم مقبول ہو جنہیں عوام کو شک نہ ہوا و نہ
 پہلے کسی کہا ہو۔ احادیث و وجہ یہ ہوئی کہ رد صحابہ اہل
 جوئی اور لوگوں نے ایسے مسائل پوچھے جنکو حدیث
 اور طریق تخریج کا علم تھا جیسے اکثر متاخرین کا حال ظاہر ہے کہ

فصل الامام ابو يوسف خلفه
 ولو بعد وكان افتاه الامام مالك
 بان لا وضوء عليه وكان الامام احمد
 ابن حنبل يرى الوضوء من الرضا
 والحجامة قبيل له فان كان الامام
 قد خرج منه الدم ولم يتوضأ
 هل تضي خلفه فقال كيف لا
 خلف الامام مالك سبعة من السبعة
 ان ابا يوسف وعمر كانا يكبران في
 العبد بن كعب بن عباس كان هارون
 الرشيد كان يحب تكبير جدته واصله
 الصبر قريباً من تقوى العفيفه فلم
 يقتت تاذ بامعه وقال ايضاً رباً
 النحر نالي مذهب اهل العراق
 وقال مالك السنن وهو اهل الرشيد
 ما ذكرنا عنه سلباً وفي الزلزلة عن
 الامام الثاقب وهو ابو ثناء ضلع
 الجمعة مستسلاً من الحجام والنا
 وتقر قوائمه اخبر بوجوده فامينة
 بيد الحجام فقال اذا اخذ قبلاً اخذنا
 اهل الدنيا اذ اطلع الماء فقله يحجبنا

اور امام ابو يوسف نے اس کے پیچھے ناز پڑی اور اس نماز
 اعادہ نہیں کیا اور امام مالک نے ہارون رشید کو فتویٰ دیا
 تھا کہ بچے لگانے سے وضو لازم نہیں آتا۔ اور امام احمد بن
 حنبل کی رائے یہ تھی کہ نکاح کے پیچھے وضو واجب ہے اور کسی کے لگا لگا کر
 امام کے ہنسے خون نکلے اور وہ وضو نہ کرے تو ہم اس کے پیچھے
 ناز پڑے ہو گے امام احمد نے کہا کہ میں امام مالک و سعید بن
 مسیب کے پیچھے ناز کیسے نہ پڑے ہوں اور کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف اور
 امام محمد ناز سعید بن من ابن عباس کے نکاح کے تھے اس لیے
 کہ خلیفہ ہارون رشید اپنا داماد ابن عباس کی تکبیر کو دوست
 اور امام شافعی نے صحیح کی غازی امام ابو یوسف کے مقبرہ کے
 پاس پڑی اور ابوبکر کی وجہ اس غازی میں تھوٹ نہ پڑا
 اور یہ بھی امام شافعی کا قول ہے کہ ہم بعض اوقات ستر کے
 مذہب اہل عراق اختیار کرتے ہیں۔ اور امام مالک نے
 منصور اور ہارون رشید سے جو کچھ کہا تھا وہ ہم پر پتہ
 ذکر کر چکے ہیں۔ اور بزاز نے میں امام ثانی نے اپنے ابو یوسف
 کا حال منقول ہے کہ اونٹوں حجام میں غسل کر کے جمعہ
 دن لوگوں کو ناز پڑے ہائی اور لوگ شہر ہو گئے پہلو کو
 حجام کے کنوئیں میں ایک سر چھپے کی خبر ملی تو امام ابو یوسف
 نے کہا کہ اس وقت میں ہم اپنے بانیوں مدینہ والوں کا
 قول اختیار کرتے ہیں کہ جب پانی دو قدم
 ہو جا دے تو وہ نجس نہیں ہوتا

۹۱
 اس میں منکر ہے
 اور یہی مذہب اہل عراق
 کا تھا۔
 باب دوم وضو

فقروا الخلاف ثبتوا على مختار رأيهم
 للذي يروى من السلف من تأكيده
 الخلف هذا له صيغته وان لا يخرج منها الجمل
 فان ذلك امر جلي فان كل انسان يحب
 مختار صحابه وقومه حتى في الزنى
 والمطاع ولو لمصلحة ناشية عن الحاجة
 الدليل وان ذلك من المنهاج لبعض
 تعصبا وغياحا شامهم من ذلك وقد كان
 الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقر
 البسلة ومنهم من لا يقرها ومنهم من يقرها
 ومنهم من لا يقرها ومنهم من كان يفت
 في الفجر ومنهم من لا يفت في الفجر ومنهم
 من يتوضأ من الحجامه والرعاف والمغ
 ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ
 من مس الذكر ومس النساء يتوضأ ومنهم من لا
 يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ لمسسته النار
 ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ
 من اكل الحجر او بل ومنهم من لا يتوضأ
 من ذلك فهذا فكان بعضه يصلي خلف بعض
 مثلا لمكان الوضيفة واصحابنا والسلف من
 يصلون خلف ائمة المدينة من المايكثيهم
 وان كانوا لا يقرؤون البسلة ولا هم ولا يقر
 وصلوا الرشيد اماما وقد اجتمع

9.

اور خلافت کو قوی کر دیا اور اپنے اہل بیت کو قلعہ محکمہ میں مقیم کر کے
اس خیال سے کہ سلف سے نیکبرد می ہو کر اپنے صاحبزادے
کو اختیار کریں اور کسی حال میں اس سے باہر نہ ہوں کیونکہ
یہ بات سترتی ہو کر آدمی اپنی قوم اور صاحبکے مختار کو پسند کیا
کر تا ہے جسے کہ لباس اور خوش بین ہی یا غلبہ خیال کے
دلیل کے دیکھنے سے پیدا ہوا ہوا یا سبط کے کسی اور خیال
پس بعض لوگوں نے اس بات کو گمراہی اور تعصب سمجھا حال
وہ اس بات بری بین اور صاحبزادے را عین اور تبعیت
میں کہ لوگ بسم اللہ پڑھتے تھے اور بعض نہیں پڑھتے تھے
اور بعض اسکو پکار کر پڑھتے اور بعض پکار کر نہ پڑھتے
اور بعض ناز فجر میں پڑھتے اور بعض فجر میں قنوت
پڑھتے اور بعض بچنے لگانے اور نیکو سر قوسے وضو کرنا
اور بعض ان چیزوں سے وضو نہ کرتے اور بعض ادا تہ اس کے
ساتھ لگانے اور عورتوں کو شہوت کرا ساتھ چومنے سے وضو
اور بعض ان باتوں سے وضو نہ کرتے اور بعض آگ لکھنی پکڑنا
سے وضو کرتے اور بعض اس سے وضو نہ کرتے اور بعض
گوت کہانی سے وضو کرتے اور بعض اس سے وضو نہ کرتے
اور بالینہ ایک دوسرے کے پیچے غائب رہتے مثلاً امام
ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ دین کے
امان مالکی وغیرہ کے پیچے ناز پڑھتے اگرچہ وہ بسم اللہ شریف پڑھتے
نہ پکار کر سادہ بارون رشید نے بچے لگا کر ناز کی امام

وشك وكا ووهاما لاهل الاجام
 قسنا بغير قرون والتقليد
 الصراط المستقيم من الباطل ولا
 الحمد من الاستنباط الفقيه يومئذ هو
 الشرائع المستند الذي حفظ احوال
 الفقهاء قوتها وضعيفها من غير تميز
 وسرها بشقة شدة والحد
 من هذا الحديث صحيحها سقيمها وهذا
 كذا عا لاهل الباطل بحية ولا اقول
 ذلك كليا مطردا فان له طائفة
 من عباد الله انهم هم خذ لهم حجة
 الله في ارضه وان قالوا لم يات في قرن بعد
 وهو اكثر فتنة وافرق تقليد واشد
 اتقوا الامانة من الرجل الخاطا نوا
 بترك الخوض في امر الدين وان يقولوا انا وجدنا
 اباؤنا على امة وانما نحن امة متقدمة
 والله المستعان وهو المستعان الثقة عليه
 التكاليف وهذا الخواص ايا را اذ في هذا الرسالة
 المسماة بالنص في بيان اسباب الاختلاف
 والحمد لله تعالى اولاً و آخراً
 وظاهره و باطنه امت بالخير

اور شک اور وہم واقع ہوئے جنکی کچھ حد نہیں۔
 پہلوان لوگوں کو بعد سے قرون کے تقلید پر پابندی کو نہ حق
 کو باطل سے جدا کرتے نہ جہل کو استنباط سے تو تقلید اسود ہی
 نہا جو بہت کی منہ بچت ہو کہ فقہا کو قوی اور ضعیف اور
 کو بدون تمیز کے یاد کر لے اور ان کو باجمین چہ چہ بیان
 کرے۔ اور محدث وہ تھا جو صحیح اور سقیم حدیث کو شمار کر
 اور انہی کا رد کر سکی اور لوگوں کو ان کی طرح بکنا چلا جاوے
 اور میں یہ بات کلیہ کی طور پر عام نہیں کہتا ہوں کہ
 خدا کے بندوں میں سے ایک گروہ ایسا ہی رہا ہے کہ لوگوں کا
 اون سے مخالف ہونا اور نکر ضرر نہیں کرتا اور وہ خدا کا
 کی زمین میں اس کی حجت ہیں اگرچہ کم ہیں۔ اور اس
 زمانہ کے بعد قرون ہوا وہ فتنة میں اکثر تقلید میں رہا
 اور لوگوں کے دلوں میں کمانت کی نکل جانے میں ہمہ گیر ہوا
 یہاں تک کہ کچھ معاملہ میں غور کرنے پر مطمئن ہو جاوے
 کہنے لگے کہ ہے ان پر باپ داد کو ایک دین پر پایا اور ہم
 اون کی جہد کے شانوں پر ان کی پیروی کرتے ہیں
 اور اس بات کی شکایت ملتی ہے اور اسی مدد مطلوب
 ہے اور اسی پر ہم ہر سار اور توکل ہے۔ اور یہ آخری اور
 باتوں کا خبکہ لکھنا ہم کو اس رسالہ انصاف فی بیان
 اسباب اختلاف میں مقصود تھا اور پچھلے اور پچھلے پور
 ظاہر اور باطن میں سب تعریفیں خدا ہی کو لائق ہیں

انہ

ومنها ان اقبلوا الذم على التعقبات
في كل فن فمنهم من زعم انه يؤسّر
اسماء الرجال ومقررات الجرح والنقد
تخرج من ذلك الى التايخ قديمه
وحديثه ومنهم من تخصص عن فوار
الاخبار وعر ايشها وان خلت في الموضوع
ومنهم من كثر القيل والقال في
اصول الفقه واستنبط كل صاحب
قواعد الحديث وادرسه واستقطر واجاب
وتفصّل وعرف وقسم فخر طولا والكثرة
تارة وتارة اخرى اختصر ومنهم من تفرّض
الصواب المستبعد التي من حقها ان لا تضر لها
عاقلا ويستحب العموم والاياءات كلام
المخرجين فمنهم من كان يظن استماعه
علام ولا نجاحا فتنه هذا الجاهل الخادع
والتمو قربة من الفتنة الاولى حزن نشا
في الملك وانتم كل رجل
لصاحبه فكما اعتقتك
ملك اعضوضا ووقايص صامعيا
فكذلك اعتقتك هذا واخلط

۹۲

بزرگ کی روایت تمام ہوئی۔

اور ان میں تیسری بات یہ پیدا ہوئی کہ بہت لوگ فرین
میں بار یکا بنی کی طرف متوجہ ہو بعض نے یہ دعویٰ کیا
کہ علم اسماء رجال اور معرفت جرح وقبول کی مضبوطی
اور تہمین پر اسکی ہو کر مرانی اور تہی تاریخ کی طرف نکل گئے۔
اور بعض نے اخبار اور اورغریب کی تلاش کی گو وہ اخبار
حد موضوع میں داخل ہوں۔ اور بعض نے اصول فقہ
میں بہت سی گفتگو کی اور ہر ایک نے اپنی عمر بھر کی سوجھ
کے قواعد نکلا اور اعتراضوں کو کمال پر پہنچا دیا اور حجتاً
دیکر اعتراضوں سے چھٹی پائی اور تعریف اور تقسیم اور تفریق
میں کبھی کلام کو طول دیا اور کبھی مختصر کیا اور بعض نے
اون بے حد صورتوں کو فرض کرنا شروع کیا جو اس لانا
تھیں کہ کوئی عاقل اونکو دیکھ نہ اور توجہ نہ کر دینا اور
اور ان سے کم تر تہ والہ کلام سے وہ عموماً اور اشارتاً
سپہ کوٹے لگے جنکے سے کوئی عالم و جاہل خوش نہا
اس لڑائی جھگڑی اور باریک بینی کا فساد پہلے فساد
قریب تھا بسوقت لوگ ملک گیری میں جھگڑتے
اور ہر شخص نے اپنے ساتھی کے حمایت کی توجہ
پھلے فساد کے پیچھے سلطنت ظلم امیر اور واقعا
اند یا دہند ہوے اسی طرح اس لڑا
جھگڑے کے بعد ایسی جہالت اور خا

۴۰	اصحاب و جوہ کون ہیں -	۴۰	مجتہد مطلق اور متب اور سنے
۶۱	مجتہد مطلق اور مجتہد فی الذہب کیا	۶۱	الذہب کی شالین -
	مذہب مجتہدین کی پابندی ایک	۶۲	مذہب ابیہ چار گانہ میں کس قسم کے
۶۳	راز ہے اسد تعالے کا -	۶۳	مجتہد ہوئے -
۶۴	قول ابن زبیا و شافعی یمنی کا -	۶۴	مذہب شافعی کی اصل -
۶۵	قول سیوطی ضمن میں مغول ابن زیاد	۶۵	مذہب شافعی کا دشمن بڑا ہے -
۶۶	تقلید پہلے واجب نہ تھی پھر کیسے	۶۶	باب پنجم ان باتوں کے بیان میں
	واجب ہوئی -	۶۷	جو چوتھی صدی کے بعد ہوئیں -
۶۷	ہندوستان کے جہلا پر تقلید جو نفع	۶۷	قول امام غزالی کا -
	واجب ہے اور انکے مذہب سے باہر	۶۸	اہل رائے اور فرقہ نگاہری کون
	نکلنا حرام -		لوگ ہیں -
۶۸	مجتہد مطلق باج باتوں کے جاننے سے	۶۸	تقلید کے پھیلنے کی وجوہات -
	ہوتا ہے -	۶۹	اخیر زمانہ کے فقیہ اور محدث -
۶۹	مجتہد مستقل تین باتوں میں اور دیکھ	۹۲	فہرست کتاب ہذا
	متاثر ہوتا ہے -	۹۲	۹۵ تک

اطلاع

چونکہ اس کتاب کا ترجمہ مطبع نے بصرہ زر کثیر نہایت سلیس اردو زبان میں با محاورہ
کرایا ہے لہذا جملہ حقوق اسکے حسب ضابطہ رجسٹری کر کر محفوظ کیے گئے ہیں -

کوئی صاحب بلا اجازت ہماری اسکے طبع کا مجاز نہیں -
محمد عبدالاحد مترجم مطبع مجیبانی دہلی
۱۹۱۶ء مارچ ۱۸

فہرست کثافت ترجمہ انصاف

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۵	اول درجہ کے محدثوں کا ذکر۔	۳	دیباچہ مصنف
۳۶	مسائل کے جواب میں ان لوگوں کا قاعدہ۔	۴	باب اول ابن سبون کے بیان میں
۴۲	دوسرے درجہ کے محدث۔		جسے صحابہ اور تابعین فروع میں مختلف ہوئے
۴۳ تا ۴۵	بخاری اور مسلم والبوداؤد و مسلم و ترمذی	۱۵ تا ۱۹	اختلاف صحابہ کی صورتیں اول سے لے کر
	بڑے ظلم مشہور ہیں۔		ساتویں تک
۴۸	تخریج کا قاعدہ۔	۱۷	سعید بن مسیب کی مذہب کی اصل۔
۱۹	علمائے محقق فقہ اور حدیث دونوں کو اختیار کرتے ہیں۔	۱۸	ابراہیم نخعی کی مذہب کی اصل۔
	دونوں فرقوں کو کیا مناسب	۱۹	باب دوم مذاہب فقہاء کے مختلف ہونے کے اسباب۔
	ابو یسلمان خطاب کا قول ضرور	۲۳	صحابہ اور تابعین کے بعد کتابوں کے
	فقہ اور حدیث میں۔		لکھنے کا الہام ہوا۔
۵۳	فقہاء کو برا کہنے والا گنہگار ہے۔	۲۴	امام مالک کا حال۔
۵۷	باب چہارم چھٹی صدی سے	۲۵	امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا حال
	پہلے لوگوں کا حال۔	۲۷	امام شافعی کا حال
۵۸	مجتہد مطلق کا حال۔	۳۱	رائے سے کیا غرض ہے
۵۹	بعد دو صدیوں کے پابندی مذہب میں کی	۳۲	باب سوم اہل حدیث اور اہل رائے
	واجب ہو گئی۔		کے اختلاف کا سبب۔

[illegible]

